بیاں کب ہو خلقت کی انواع کا — جو کچھ حصر ہووے تو جاوے کہا
خصوصاً بنی آدم خوش لقا — شرف ان سبھوں میں انہیں کو دیا

یہ اسلام و ایمان و دین قدیم

عطا کی انہیں دولت معرفت — عبادت اطاعت نکو منزلت
حیا حسن و الفت ادب مصلحت — تمیز و سخن خلق خوش مکرمت

فراواں دلے اور ناز و نعیم

ترا شکر احساں ہو کس سے ادا — ہمیں مہر سے تو نے پیدا کیا
کئے اور الطاف بے انتہا — نظر اس سوا کیا کہے سر جھکا

یہ سب تیرے اکرام ہیں یا کریم

منقبت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تم شہ دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ — سرگروہ مسلمیں ہو یا محمد مصطفےٰ
حاکم دین متیں ہو یا محمد مصطفےٰ — قبلۂ اہل یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ

رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آسمان تم نے شب معراج کو روندا تھا — عرش کرسی کو قدم اپنے سے د[illegible]
رنگ و بو گلشن کے جنت کی بڑھائی — جس جگہ تم ہو وہاں انکو نہیں ملتی ہے جا

ولکے تم مسند نشیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہے تمہاری پشت پر مہر نبوت کا نشاں — اور تمہارا وصف ہے طٰہٰ و یٰسیں میں عیاں

معجزے جو ہیں تمہارے ان کا کب ہووے بیاں — الشور اعجاز جو ہے اسکے تم باعز و شاں

صاحب تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفےٰ

تمکو ختم الانبیا حق نے بھی حبیب اپنا کہا — اور سند از روح الامیں آ کے دی با وحی

کس ہی کو یہ معراج میں تمہارے سوا — ہے نبوت کا اقدس بحر تمہی اس بحر کے

گوہر یکتا تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہیں جو یہ دونو جہاں کی آفرینش کے چمن — جسمیں کیا کیا کچھ عیاں ہیں صنع خالق کے چمن

باعث خلق انکے تم ہو یا حبیب ذوالمنن — اور اک مطلع پڑھو نئیں کمن سے جسکے سخن

سو سعادت کے قریں ہو یا محمد مصطفےٰ

تم ظہور اولیں ہو یا محمد مصطفےٰ — ہمدم جان آفریں ہو یا محمد مصطفےٰ

وجہ قرآن مبیں ہو یا محمد مصطفےٰ — نزہت بستان دیں ہو یا محمد مصطفےٰ

بسکہ تم فخر زمیں ہو یا محمد مصطفےٰ

احمد مختار ہو تم بادشہ ہر دوسرا — ہے تمہارے حکم کے تابع قدر بھی اور قضا

خلق ہیں خواہش سے تم جس انکی رکھا — دیر اک پل درمیاں آوے تو یہ امکاں کیا

جس طرح چاہو وہیں ہو یا محمد ۱۲

آپ کے نقش قدم سے جو مشرف ہے زمیں — دیکھتا ہے اسکی رفعت دانتا عرش بریں

راز تو خلقت کے تمکو ہی کھلے ہیں شاہ دیں — اور جو جو کچھ کہ ہیں اسرار رب العالمیں

سب کے تم ہر حق میں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا فضل و کرم کونین میں مشہور ہے	اور تمہیں ہر طور سے لطف و کرم منظور ہے
حشر میں گر چہ سزا اپنے کا بھی دستور ہے	کیا ہوا لیکن دل اس امید سے مسرور ہے

تم شفیع المذنبیں ہو یا محمد مصطفےٰ

مخبر صادق ہو تم اور حضرت خیر الوریٰ	سرور ہر دوسرا اور شافع روز جزا
ہے تمہاری ذات والا منبع لطف و عطا	کیا نظر آئے اور بھی سب کی مدد کا آسرا

یاں بھی تم واں بھی تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

منقبت حضرت علی علیہ السلام

علی کی یاد میں رہنا عبادت اسکو کہتے ہیں	علی کا وصف کچھ کہنا سعادت اسکو کہتے ہیں
علی کی مدح کا پڑھنا کرامت اسکو کہتے ہیں	علی کے نام کا لینا حلاوت اسکو کہتے ہیں

علی کی حب میں مرجانا شہادت اسکو کہتے ہیں

اسی کو سر جھکا سجدہ کیا خورشید انور نے	اسی کو لافتی ہر دم کہا اللہ اکبر نے
اسی کو لحمک لحمی کہا جان پیمبر نے	اسی کو دمک دمی کہا اس شاہ برتر نے

خدا و مصطفےٰ سے ہم قرابت اس کو کہتے ہیں

کیا مولا سے میرے گر کسی نے اک سوال آ کر	جو مانگا اک شتر اسکو دلائے سیکڑوں شتر
اگر کچھ زر کی خواہش کی تو بخشے اسقدر تو	کہ اسکا گھر بھرا اور اسکے ہمسایوں کا گھر باہم

کرم [illegible] میں سخاوت [illegible] کہتے ہیں

امیر المومنین گر دشت میں پڑھے نماز ادا
وہیں قامت کیلئے جبریل آجاوے

صفیں حور و ملک غلمان و جن و انس کھڑا ہو
مرا مولا ہر اک سجدہ میں فضل حق ہی دکھلاوے

نبوت کے جو مالک ہیں امامت اسکو کہتے ہیں

اسی نے ایک حملے سے گرایا باب خیبر کا
سروروں کافروں سے جا لڑا وہ ایک تن تنہا

چھپے میر العلم میں کود کر دیووں کو جا
ہزاروں پہلوانوں سے کبھی اپنا نہ منہ موڑا

بہادر بے بہا یکتا شجاعت اسکو کہتے ہیں

کہا اس شاہ نے روز قیامت میں جو آؤنگا
وہاں عرصات میں اپنے محبونکو جو پاؤنگا

کھڑا ہو عرش کے آگے سبھونکو بخشواؤنگا
پلا کر جام کوثر سبھونکو جنت پہنچاؤنگا

علی کے دوستوں کو شفاعت اسکو کہتے ہیں

نظر آوے گا وہ دن جو شاہ کو سب دیکھینگے
تو پھر حسنین کے صدقے سے انکو ہم بھی دیکھینگے

اور اب دنیا میں آنکھوں سے نجف کا آستانہ دیکھینگے
سروں پر اپنے وہ دلہاں عالی سائبان دیکھیں

[illegible] ایمان کی ہم عین راحت اسکو کہتے ہیں

منقبت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

نور ظہور خالق اکبر کو کیا لکھوں
روح روان جسم پیمبر کو کیا لکھوں

دریائے معرفت کے شناور کو کیا لکھوں
دونوں جہاں کے گوہر انور کو کیا لکھوں

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

گر نور اس کا دیکھوں میں اور قمر | وہ اس ذرہ نور کا وہ اس کا فیض ہے
تارے جو ستارے ہیں اس نقش پا اوپر | اور قطب بھی تو اس سے ہی قائم ہے بے خطر

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

گر فی المثل میں اس کو کہوں روضۂ جناں | جھلکی ہیں یار [illegible] سے جنت کی داستاں
اور جو بھلا ہیں خوبی رضواں سے دو دو نشاں | سو وہ بھی اس کے باغ کا ادنیٰ ہے باغباں

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اور جو کہوں کہ چشمۂ آب حیات ہے | یا خضر ہے تو یہ کوئی کہنے کی بات ہے
اسکے عرق سے جسم کے یہ قطرہ جات ہے | اور اسکی اُسکے فضل سے یار و نجات ہے

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

اس شاہ کے اگر لب و دنداں کی صفا | کہوے کوئی کہ لعل و گوہر ہیں یہ بے بہا
سو وہ تو صدقے ہو کے رہا خاک میں | اور یہ بھی ہو نثار سدا آب میں رہا

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

شاہا تیری جو مدح بناتا ہے اب نظیر | تیرے سوا کسی کا کہاتا ہے لب نظیر
سکین قلم کو ہاتھ لگاتا ہے جب نظیر | [illegible] پڑھ کے یہی سناتا ہے تب نظیر

حیرت میں ہوں کہ حیدر صفدر کو کیا لکھوں

منقبت پنج تن پاک

کروں کیا وصف میں انکا الم ناک | کہ جن کی شان میں آیا ہے لولاک
پھرا جو عرش اور کرسی پہ چالاک | کہاں وہ اور کہاں میرا یہ ادراک

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

محمد رحمۃ للعالمین ہے
حبیب حق شفیع المذنبیں ہے
رسول پاک ختم المرسلین ہے
کوئی ایسا خدائی میں نہیں ہے
لگا تحت الثریٰ سے تا با فلاک

محمد اور علی یاقوت احمر
دُر بحرِ خدا خاتونِ اطہر
زمرد لعل ہیں شبیر و شبر
جواہر خانۂ قدرت کے اندر
یہی پانچوں گوہر ہیں پنج تن پاک

انہی کے واسطے خلدِ عدن ہے
انہی کے واسطے نہرِ لبن ہے
جنہیں انکی محبت کا چلن ہے
بہشتی حلہ اور انکا بدن ہے
سدا سیرِ بہشت اور سایۂ تاک

جسے انکی محبت پل بہ پل ہے
اسکو دین اور دنیا کا پھل ہے
جو کوئی ان کی الفت میں دغل ہے
تو اس مرتد کی یاں رو یہ مثل ہے
کہ جیسے لیوے طوطی بیچکر ڈھاک

علیؑ جو شہسوارِ لافتا ہے
امیر المومنین شیرِ خدا ہے
فلک ہیبت سے اسکے کانپتا ہے
علیؑ جو صفدر روزِ دغا ہے
کہ جس کی شرق سے ہے غرب تک دھاک

علیؑ ہے قاتلِ کفارِ گمراہ
نبی کا قوتِ بازو یداللہ
علیؑ کا حکم ہے ماہی سے تا ماہ
اٹھا دے چرخ کی گردش تو واللہ
ابھی تھم جائے دم میں چرخ کا چاک

علیؑ نے مہد میں چیرا ہے اژدر
علی نے کاٹ ڈالے عمرو انتر
اکھاڑ ڈالا ہے اک حملے سے خیبر
خواص کشتیاں [illegible] وہ [illegible]
تو ہو تریاک زہر اور زہر تریاک

علیؑ کو مصطفیٰ نے جی کہا ہے علیؑ کو لحمک لحمی کہا ہے	علیؑ کو جسمک جسمی کہا ہے علیؑ کو روحک روحی کہا ہے
یہ سمجھے وہ خدا دے جسکو ادراک	
علیؑ کو خاص نسبت ہے نبیؐ سے وہ دونوں ایک اور ایک جی سے	نبیؐ کو راہ دل میں ہے علیؑ سے کسیکو تاب کیا غیر از علیؑ سے
جو پہنے مصطفےٰ کے تن کی پوشاک	
علیؑ کو جو کوئی پہچانتا ہے جو انمیں کچھ تفاوت جانتا ہے	برابر مصطفےٰ کے مانتا ہے وہ اپنے خاک سر پر چھانتا ہے
لگائی اسنے دوزخ کی مگر تاک	
علیؑ کی دوستی میں جو مرے گا علیؑ کے بغض میں جو جان دیگا	اسی کو باغ جنت کا ملے گا وہ ملعون دوزخ اندر یوں جلے گا
کہ جیسے آگ پر جلتا ہے خاشاک	
جسے وصف علیؑ کچھ سالتا ہے جو ان کا بغض دل میں پالتا ہے	اسی کو دوزخ آخر ڈھالتا ہے گویا بھر بھر کے ڈلیاں ڈالتا ہے
وہ اپنے دین اور ایماں میں خاک	
جو رکھے دشمنی حیدر سے سرسو جو لے سبکی سے نام مرتضیٰ کو	وہ بیشک ہے سیہ دل اور سیہ رو نہ جائے اُس شقی کے منہ سے بدبو
کرے گر شاخ طوبیٰ کی مسواک	
پڑھوں بس دم مناقب میں علیؑ کا حواس اڑ جائے سراک ناصبی کا	پھٹے سینہ مخالف خارجی کا دھڑک جاوے کلیجہ مدعی کا
عدو کا دم میں ہو جاوے جگر چاک	

رہیں یاں جب تلک رکھیں بہی عزت - مریں تو کچھ نہ ہو مجھ کو اذیت

منقبت دوازدہ امام

پہلے اس ختم رسالت سے کہو عشق الله — صاحب خلق کرامت سے کہو عشق الله
گلشن دین کی طراوت سے کہو عشق الله — نور حق شافع امت سے کہو عشق الله
ہر دم اس شاہ ولایت سے کہو عشق الله

اور وہ ہے حسن جو ہرا باغ امامت کا چمن — سبز پوشاک چمن جنت فردوس حسن
زہر نے جس کا زمرد سا کیا سبز بدن — یاد کرو مومنو اس کا وہ ہرا پیراہن
سبزۂ باغ امامت سے کہو عشق الله

اور وہ گل جس سے ہے گلزار شہادت کا کھلا — ہے گئے دشت بلا میں جو اسے اہل جفا
تین دن رات کا پیاسا وہ بہادر یکتا — لشکر شام کو للکار کے تنہا وہ لڑا
گوہر درج شجاعت سے کہو عشق الله

اور جس مرد کا ہے نام شہ زین العباد — کربلا میں وہ اگر آہ کا شعلہ کرتا
جل کے لشکر وہ سبھی خاک سیہ ہو جاتا — پر سوا حق کی رضا اس نے نہ کچھ دم مارا
اس جوانمرد کی ہمت سے کہو عشق الله

باقر و جعفر و کاظم و رضا شاہ شہیداں — اور تقی اور نقی اور وہ نقی قبلۂ جاں
عسکری مہدی ہادی وہ امام دوراں — ہیں زمانے میں یہی بارہ امام [illegible]
سب ہر اک صاحب عزت سے کہو عشق الله

جتنے الله نے بھیجے ہیں ولی پیغمبر — عارف و کامل درویش و مشائخ رہبر
اور جنہوں نے کہ ذرا حق کے ادھر کر کے نظر — راہ مولا میں خوشی ہو کے دیا اپنا سر
ان شہیدوں کی شہادت سے کہو عشق الله

ہیں جہاں تک کہ جہاں میں جو ولی اور فقرا — ہر دم ان سب کے دلوں میں ہے بھرا عشق خدا
اور جس مرد نے خوش ہو کے براہ مولا — مال و جان دولت و گھر بار تلک بخش دیا
اس سخی دل کی سخاوت سے کہو عشق الله

ہیں جو وہ صابر و شاکر برضائے مولا — راہ مولا میں چلے لیکے توکل ہمراہ
جا کے جنگل میں پہاڑوں میں لگا حق پہ نگاہ — دل میں خوش بیٹھے ہوئے کرتے ہیں اللہ اللہ
ان جوانوں کی قناعت سے کہو عشق اللہ

وہ جو کہلاتے ہیں دنیا میں خدا کے بندے — بندگی کرتے ہیں [illegible] تو وہ سبھی خاص ہوئے
خاک میں مل گئے پر کرتے ہیں ہر دم سجدے — کہیں ہیں باطنی ہوئے ہیں عبادت میں مزے
دوستو ان کی عبادت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جن پہ ہیں احوال دو عالم کے کھلے — جیسے دریا میں ہیں اور رہتے ہرا پر اوستے
چاہیں پتھر کے تئیں لعل کریں نظروں سے — چاہیں اکسیر کریں خاک کو ہر دم لے لے
ان کی سب کشف کرامت سے کہو عشق اللہ

اور وہ جو عشق کا گلزار کہلاتا ہے نظیر — پنجتن پاک کا عالم میں کہاتا ہے نظیر
ریختہ فرد رباعی کہہ بناتا ہے نظیر — کہ سخن عشق کا پھر سب کو سناتا ہے نظیر
اسکے سب حرف حکایت سے کہو عشق اللہ

اہل جہان ہیں جتنے تو ان سب کا چھوڑ ہاتھ | نہ پاؤں پڑ کسی کے گنوائے دل نہ جوڑ ہاتھ
دو ہاتھ والے جتنے ہیں ان سب سے موڑ ہاتھ | اس سے ہی مانگ جسکے ہیں اب سو کروڑ ہاتھ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

اسکے سوا کسیکے نئے گر تو جائیگا | اس آبرو کو اپنی تو ناحق گنوائے گا
شرمندہ ہو کے تو یونہیں خالی پھر آئیگا | بن حکم اسکے یار تو اک جو نہ پائے گا

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

زر سیم لعل دُر کو پیارے اسی سے مانگ | صندوق مال دھن کے پٹارے اسی سے مانگ
بیٹا بھی مانگنا ہے تو جارے اسی سے مانگ | کوڑی بھی مانگنی ہے تو پیارے اسی سے مانگ

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

گر وہ دلایا چاہے تو دشمن سے لا دلائے | اور جو نہ دے تو دوست بھی پھر اپنا منہ چھپائے
بن حکم اُسکے روٹی کا ٹکڑا نہ ہاتھ آئے | گر چلو پانی مانگو تو ہرگز نہ کوئی پلائے

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

زر دار جسکو سمجھا ہے تو سیٹھ ساہوکار | یہ سب اسی سے مانگیں ہیں دن رات بار بار
ہرگز کسیکے سامنے مت ہاتھ کو پسار | پوری تری اسی کے دیئے سے پڑیگی یار

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسیکا وہی دے وہی دلائے

زردار مال و دولت بھر تو آس پاس — محتاج ہو کے آپ وہ بیٹھا ہے جی اداس
ماں باپ یار دوست جگر سب ہے [illegible] — ہردم اسی کریم کی رکھ اپنے دل میں آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر — اللہ ہی بس غنی ہے میاں اور ہیں سب فقیر
کیا گنج و تخت و مال و مکان تاج اور سریر — جو مانگنا ہے اس سے ہی مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

اظہار نعمت ہائے خدا

یہ نعمتیں عیاں ہیں جو عالم کے واسطے — ہینگی یہ سب میاں اسی آدم کے واسطے
تر کیوا سطے ہیں کچھ شکم کے واسطے — ہیں پیش پیش کیلئے کم کم کے واسطے

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

اسباب عشرتوں کے ہیں جتنے جہاں تہاں — گلدان پاندان عطردان زرفشاں
حقے بھرے چلکتے ہیں اور نیچے پیچوان — مشک و گلاب و عطر و چمن باغ و بوستاں

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

جتنے جواہرات ہیں سرخ و سفید لال — یاقوت لال یمنی و نیلم فلک مثال
فیروزہ مونگا موتی و پکھراج خوشخصال — زر سیم فوج حشمت و املاک گنج و مال

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

دنیا میں جتنے لوگ ہیں کیا شاہ کیا فقیر
سب شکم میں ہیں ہر ایک دُکھ میں اسیر
کیا عشرتِ بہار کی کیا عیش دلپذیر
جن جن کا تم نے نام لیا اب میاں نظیر

سب خوبیاں بنی ہیں یہ آدم کے واسطے
اور دم بنا ہے آہ فقط غم کے واسطے

کلمہ شریف

رکھ اپنے دل میں اے آدم کے بن کلمہ محمد کا
اور اپنی انگلیوں اوپر بھی گن کلمہ محمد کا
پڑھتے ہیں سب پری اور دیو جن کلمہ محمد کا
مسلمان ہے تو مت بھول ایک چھن کلمہ محمد کا

پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا

اسی کلمہ سے کھلتا ہے سدا جنت کا ہر اک در
یہی لکھا ہے عرش اور کرسی ماتھے پر
اسی کلمہ کو پڑھتے ہیں چمن کے پھول سب کھلکر
یہ سب کلموں سے بہتر ہے یہ سب کلموں سے ہے برتر

پڑھا کر صدقِ دل سے رات دن کلمہ محمد کا

چلے گا چھوڑ کر تو جس گھڑی یہ عالم فانی
پڑیگا قبر کے جا کر اندھیرے میں ہو زندانی
نکیر و منکر آکر جب کرینگے تجھ پہ طغیانی
یہی کلمہ کریگا واں تری مشکل کی آسانی

پڑھا کر صدقِ دل سے راتدن کلمہ محمد کا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

پڑیگا العطش کا شور اس میدان میں جب آکر — پھرینگے پانی پانی کرتے مارے پیاس کے اکثر
ترے بھی جب لگینگے سوکھنے تالو زبان یکسر — یہی کلمہ تجھے پانی پلاوے [illegible] بھر بھر

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ دیدار حق کا بھی دکھاویگا — محمد کی شفاعت سے بھی تجھ بخشوائیگا
بہشتی کرکے حلہ نور کا تجھکو پہناویگا — بڑی عزت بڑی حرمت سے جنت میں بیٹھاویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ تجھے واں جام کوثر کا پلاویگا — یہی کلمہ تجھے [illegible] جنت کے دکھاویگا
یہی کلمہ ترا منہ چاند سے روشن بناویگا — یہی کلمہ ترے ہر وقت واں پر کام آویگا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

یہی کلمہ نجات اور مغفرت کا ہے ترے چارا — اسی کلمہ سے تیری روح ہوگی [illegible]
اسی کلمہ سے ہم تم سب گنہگاروں کا چھٹکارا — اسی کلمہ سے ہوگا دین اور دنیا میں ستارا

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

میاں اب جو یہ کلمہ ہے یہ حق کی خاص رحمت ہے — یہ صدقے سے رسول اللہ کے ہم پر عنایت ہے
اسی سے یاں لطف رحمت اسی سے واں شفاعت ہے — یہی سب مومنوں کے واسطے افضل عبادت ہے

پڑھا کر صدق دل سے رات دن کلمہ محمد کا

شہر اکبر آباد کی تعریف

اسکا میں اب جو [illegible] ہے مکان — کیونکر نہ اپنے شہر کی خوبی کروں عیاں
دیکھیں ہیں آگرے میں بہت ہمنے خوبیاں — ہر وقت اسمیں شاد رہے ہیں جہاں تہاں

رکھیو الٰہی اسکو تو آباد جاوداں

ہر صبح اسکی رکھتی ہے پُر نور گستری — شہرہ ہے جسکو دیکھ کے ہو عارضِ پری
ہر شام بھی وہ مشک ملاحت سے ہے بھری — لیلی کی جعد کر نہ سکے جسکی ہمسری

دن دن ہے عید کا و ہے شب شبرات جان

باغات پر بہار عمارت ہے پر نگار — بازار وہ کہ جسپہ چمن دل سے ہو نثار
سرتاج کل جہان کا ہے تاجِ زر نگار — گلبن کہیں ہیں آپ کو گلزار پر بہار

کوچے کہیں ہیں آپ نہیں صحنِ گلستاں

آب و ہوا کے لطف کوئی کیا بیاں کرے — دیکھو جدھر ادھر گلِ عشرت ہیں کھل رہے
ایدھر کو قہقہے ہیں تو اودھر کو چہچہے — اشجار باغ و شہرہ سرسبز لہلہے

سبزوں کو جنکے دیکھ کے حیران ہو آسماں

ہر فصل میں وہ ہوتے ہیں پاکیزہ میوہ جات — دیکھے تو پھر نبات سے کچھ بن [illegible]
شہد اپنے آٹھ پہر لگائے رہے ہے گھات — قند و شکر بھی دل سے فدا ہوویں دن رات

رہتے ہیں انکے وصف میں ہر دم شکر فشاں

دریا جمن کو دیکھو تو جیسے چمن کی نہر — لاکھوں بہاریں رکھتا ہے [illegible]

روئے زمیں پہ یوں تو [illegible]ں خوب ہیں بیاں — پر اس مکاں کی خوبیاں کیا کیا کروں بیاں
سنگِ سفید سے جو بنا ہے قمر نشاں — ایسا چمک رہا ہے تجلی = یہ مکاں
جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے

گنبد ہے اسکا زور بلندی سے بہرہ مند — گرد اس کے گربہاں بھی چمکتی ہوئی ہیں چند
اور وہ کلس جو گنبد سے سربلند — ایسا ہلال اسمیں سنہرا ہے دلپسند
ہر بار جس کے خم پہ مہ نو نثار ہے

گنبد کے نیچے اور مکاں ہیں جو اس پاس — وہ بھی ہزار رنگ سے چمکتے ہیں خوش اساس
برسوں تک اسمیں رہیے تو ہووے جی اداس — آتی ہے ہر طرف سے گل یاسمن کی باس
ہوتا ہے شاد اسمیں جو کرتا گذار ہے

ہیں بیچ مکانکے دو مرقد جو یاں — گرد انکے جالی اور محجر ہے دُرفشاں
سنگین گل جو اسمیں بنائے ہیں [illegible] نشاں — پتی کلی سہاگ رگ و رنگ ہے میاں
جو نقش اسمیں ہے وہ جواہر نگار ہے

دیوار و منبر میں سنگ میں نازک عجب نگار — آئینے بھی لگے ہیں تجلی ہو تابدار
دروازے پر لکھا خط طغرا ہے طرفہ کار — ہر گوشے پر کھڑے ہیں جو مینار اسکے چار
چاروں طرف سے اوج کی خوبی دوچار ہے

پہلو میں ایک برج لیے ہیتے ہیں اسے — آتے نظر ہیں اس سے مکان نزد و دور کے
مسجد ہے ایسی جسکی صفت کس سے ہو سکے — پھر اور بھی مکان ہیں ادھر اور ادھر کھڑے
دروازۂ کلاں بھی بلند استوار ہے

جو صحن باغ کا ہے والیسا ہے دلکشا | آتی ہے جسمیں گلشن فردوس کی ہوا
ہر سو نسیم چلتی ہے اور ہر طرف ہوا | ہلتی ہیں ڈالیاں سبھی ہر گل ہے جھولتا

کیا کیا روش روش پہ ہجوم بہار ہے

سرو سہی کھڑے ہیں قرینے سے نسترن | کو کو کرے ہیں قمریاں ہوکر شکر شکن
رابیل سیوتی سے بھرے ہیں چمن چمن | گلنار لالہ و گل ونسرین ونسترن

فوارے سے چھٹ رہے ہیں رواں جوئبار

وہ تاجدار شاہ جہاں صاحب سریر | بنوایا ہے انہوں نے لگا سیم و زر کثیر
جو دیکھتا ہے اسکے یہ ہوتا ہے دلپذیر | تعریف اس مکان کی میں کیا کیا کروں نظیر

اسکی صفت تو مشتہر روزگار ہے

مدح حضرت سلیم چشتی ولی خدا قدس اللہ سرہ

ہیں دو جہاں کے سلطان حضرت سلیم چشتی | عالم ہے دین و ایمان حضرت سلیم چشتی
سر دفتر مسلماں حضرت سلیم چشتی | مقبول خاص یزداں حضرت سلیم چشتی

سردار ملک عرفاں حضرت سلیم چشتی

برق اسد کی رونق عرش بریں کے تارے | [illegible] دین کے گلبن اللہ کے سوا کے
یہ بات جان و دل سے کہتے ہیں سب پکارے | تم تو ولی ہو برحق جو فیض سے تمہارے

عالم ہے باغ و بستاں حضرت سلیم چشتی

٩٩١

عرس حضرت سلیم چشتی

ہے یہ مجمع نکو سرشتی کا — ذکر کیا یہاں گنہ کی زشتی کا
بحر ہے عارفوں کی کشتی کا — فخر ہے حرف سرنوشتی کا

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

باغ جنت ہے آج یہ درگاہ — پھول پھولے ہیں فیض کے دلخواہ
دیکھ رضواں بہار یاں کی واہ — دل میں کہتا ہے دمبدم واللہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

یہ تجلی نہ سیم و زر سے ہے — ابر رحمت کا نور برسے ہے
حور و غلماں کی روح ترسے ہے — اور اشارہ یہی نظر سے ہے

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

صحن درگہ ہے باغ اور بستاں — اور ہیں زوار سب گل و ریحاں
جی میں سب پھول پھول ہو شاداں — یہی کہتے ہیں ہر گھڑی ہر آن

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

ابسکہ خلقت بھری ہے لالوں لال — گھر مکاں سے گلوں سے مالا مال
حسن رنگ اور مشایخوں کے حال — بھیڑ غل شور اور یہ قال مقال

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

کتنے درگہ میں فیض اٹھاتے ہیں — کتنے جھرنے میں جا نہاتے ہیں
کتنے نذر و نیاز لاتے ہیں — کتنے خوش ہو ہو سناتے ہیں

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

عرس درگاہ کے جو دیکھے واہ — بلبلوں کی طرح چہک کر آہ
اور ہی گل کھلے ہیں خاطر خواہ — سب یہی کہ رہے ہیں کر کے نگاہ

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

ہے بہم دور دور کا عالم — سبز و سرخ و سفید و زرد باہم
سب خوشی ہو کے جوں گل شبنم — دیکھ شیریں یہ کہتے ہیں ہردم

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

بھیڑ انبوہ اور خلق کی تکثیر — بادشاہ و گدا و امیر و وزیر
طفل و پیر و جوان غریب و فقیر — سبھوں کی زباں پہ یہ تقریر

رشک ہے گلشن بہشتی کا
عرس حضرت سلیم چشتی کا

جانشیں ہیں جو صاحبِ مسند | عارف الحق میاں علی احمد
انکی خوبی لطف ہے بیحد | سب پکارتے ہیں خلق بیحد و عد

رشک ہے گلشن بہشتی کا

[illegible] حضرت سلیم چشتی

تعریف عیدگاہ اکبرآباد

ہے دھوم آج مدرسہ و خانقاہ میں | تانتے بندھے ہیں مسجد جامع راہ میں
گلشن سے کھل رہے ہیں ہر اک جگہ کلاہ | سو سو چمن جھمکتے ہیں اک اک نگاہ میں

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

جھمکا ہے ہر طرف گوٹا دلا زری | پوشاک میں جھمکتے ہیں سب تن [illegible]
گھوڑے چمکتے پھرتے ہیں [illegible] | ہے سبکی عید عید کی دل میں خوشی بھری

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

آتے ہیں اپنے گھر سے جو بن بنے کجکلاہ | صحن چمن ہے جنتی ہے سب صحن عیدگاہ

چھاتی سے لپٹے جاتے ہیں ہنس ہنس کے لاڈ سے	دل باغ سبکے ہوتے ہیں فرحت سے واہ واہ

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

کچھ بھیڑ سی ہے بھیڑ کہ بے حد و بے شمار	خلقت کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہیں بنے ہر طرف ہزار
ہاتھی و گھوڑے بیل رتھ و اونٹ کی قطار	غل شور بابا بھولے [illegible] لونکی ہے پکار

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

پہنے پھرے ہیں شوخ کڑے اور ہنسلیاں	پھولوں کی پگڑیوں میں ہیں شاخیں [illegible]
گرمیں سبھوں نے ملنے کی خاطر میں کسلیاں	ملتے ہیں یوں کہ چھاتی کی کڑکے ہیں پسلیاں

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ہیں ملتے ملتے تن جو پسینوں میں تر بتر	ملنے کے ڈر سے پھرتے ہیں چھپتے ادھر ادھر
چھپتے پھرے ہیں لوگ بھی جاتے ہیں وہ جدھر	ٹھٹھا ہنسی و سیر تماشے جدھر تدھر

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

ملتے خوشی سے شہر کے سب خورد اور کبیر	ادنیٰ غریب امیر سے لے شاہ تا وزیر
ہر دم گلے لپٹ کے مرا دوست دلپذیر	ہنس ہنس کے مجھ سے کہتا ہے یوں کیوں میاں [illegible]

کیا کیا مزے ہیں عید کے آج عیدگاہ میں

عید الفطر

ہے عابدوں کو طاعت و تجرید کی خوشی	اور زاہدوں کو زہد کے تمہید کی خوشی
اور لدّا کو روٹی کی امید کی خوشی	اور دوستوں کو میل کی اور دید کی خوشی

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

روزہ کی خشکیوں سے جو ہیں زرد زرد گال
خوش ہو گئے وہ دیکھتے ہی عید کا ہلال
پوشاکیں تن میں زرد سنہری سفید لال
دل کیا کہ ہنس رہا ہے پڑا تن کا بال بال

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

پچھلے پہر سے اٹھکے نہانے کی دھوم ہے
شیر و شکر سوئیاں پکانے کی دھوم ہے
پیر و جوان کو نعمتیں کھانے کی دھوم ہے
لڑکوں کو عیدگاہ کے جانے کی دھوم ہے

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

روزوں کی سختیوں میں نہ ہوتے اگر اسیر
تو ایسی عید کی نہ خوشی ہوتی دلپذیر
سب شاد ہیں گدا سے لگا شاہ تا وزیر
دیکھا جو ہم نے خوب تو سچ ہے میاں نظیر

ایسی نہ شب برات نہ بقرعید کی خوشی
جیسی ہر ایک دل میں ہے اس عید کی خوشی

شب برات کا بیان

کیونکر کرے نہ اپنی نموداری شب برات
چلپک چپاتی حلوے سے ہے بھاری شب برات
زندوں کی ہے زباں کی مزیداری شب برات
مردوں کی روح ہے مددگاری شب برات

لگتی ہے سب کے دل کو غرض پیاری شب برات

شکر کا جنکے حلوا ہوا وہ تو پورے ہیں
گڑ کا ہوا ہے جنکے وہ انسے ادھورے ہیں
شکر نہ گڑ کا جنکے وہ پیر کٹ لنڈورے ہیں
اور رونکے میٹھے حلوے چپاتی کو گھورے ہیں
انکی نہ آدھی پاؤ نہ کچھ ساری شب برات

دنیا کی دوستو نہیں جو زردار ہیں بڑے
قندوں کے لوٹھی نانیں گئے گھڑے
پہنچاتے خوان پھرتے ہیں نوکر کئی بڑے
رندے بھی راہ تکتے ہیں مردے بھی ہیں کھڑے
ان خوبیوں کی رکھتی ہے تیاری شب برات

ٹھیکیا چپاتی حلوے کی تو سب میں چال ہے
ادنا غریب کے تئیں یہ بھی محال ہے
کالے سے گڑ کی لپٹی کڑھی کی مثال ہے
پانی سی ہانڈی گیہوں کی روٹی بھی لال ہے
کرتی ہے ایسا دکھیا سنہاری شب برات

اور مفلسوں کی ہے یہ تمنا کی فاتحہ
دریا پہ جاکے دیتے ہیں بابا کی فاتحہ
بھٹیاری کے تنور پہ نانا کی فاتحہ
حلوائی کے دکان پہ دادا کی فاتحہ
یاں تک نوا نپہ لاتی ہے ناچاری شب برات

وارث ہیں جنکے جیتے وہ مردے بھی آنکر
حلوے چپاتی خوب ہی چکھتے ہیں پیٹ بھر
جنکا کوئی نہیں ہے وہ پھرتے ہیں دربدر
اور رونکے تکتے پھرتے ہیں کونسے گھر بگھر
انکی ہے کھاری نون سے بھی کھاری شب برات

ملا جو دیتے فاتحہ گھر گھر میں جاتے ہیں
حلوا کہیں کہیں وہ چپاتی اڑاتے ہیں
مفلس کوئی بلاوے تو منہ کو چھپاتے ہیں
شکر کا حلوا سنتے ہیں [illegible] دوڑے آتے ہیں
کہتے ہوئے یہ دلمیں اہا ہاری شب برات

چھوڑے ہے لٹو تو نبڑی ہو دم ہٹا کے جو
حاکم کا پیادہ کہتا ہے یوں اس سے تلخ ہو

کپڑے سے بدن بچا کے جو چاہو سو چھوڑ دو
پھر جلاؤ گے تو داغو گے [illegible] صبح کو

تم سے چبوترے میں گنہگاری شب برات

مہتابی آ کے چھوڑتے ہیں لڑکے جو رات میں
لٹو تماشا ہی ٹیکے دیتے ہیں لڑکے [illegible]

کیا زر کیا انسی چھوڑتے ہیں [illegible] بات میں

کرتی ہے کام انکے سے یوں جاری شب برات

اور جو بہار حسن کے ہیں پاکباز یار

کہتے ہیں انکو دیکھ کے آنکھوں میں کر کے پیار
کیا چاہیے میاں تمھیں بہت پھول اور انار

تمیز تو اب ہوتی ہے اب واری شب برات

گھنچکر اپنے دم میں کہیں چرخ کھاتے ہیں
لٹو نئے ہوائی سنگ کہیں قہقہاتے ہیں

زمین زنٹ پٹاخے کہیں غل مچاتے ہیں
لڑکوں کے باندھ غول کہیں لڑنے جاتے ہیں

کرتے ہیں پھر تو ایسی دھواندھاری شب برات

آ کر کسی کے سر پہ چھچھوندر لگی کڑی
اوپر سے اور ہوائی کی آ کر پڑی چھڑی

ہو گئی گلے کا ہار پٹاخے کی پھر لڑی
پاؤں لسے پیٹے شور مچا کر قلم تڑی

کرتی ہے پھر تو ایسی ستمگاری شب برات

چہرہ کسی کا جل گیا آنکھیں جھلس گئیں
چھاتی کسی کی جل گئی باہیں جھلس گئیں

ٹانگیں کسی کی تو رانیں جھلس گئیں
مونچھیں کسی کی پھک گئیں پلکیں جھلس گئیں

رکھ گئی کسی کی داڑھی پہ چنگاری شب برات

جہاں میں یہ جو دوالی کی سیر ہوتی ہے | تو زر سے ہوتی ہے زر بغیر ہوتی ہے
جو ہارے اُنپہ خرابی کی فیر ہوتی ہے | اور انہیں اُنکے جن جن کی خیر ہوتی ہے

تو آڑے آتا ہے اُنکے دیا دوالی کا

یہ باتیں سچ ہیں نہ جھوٹ انکی جانیو یارو | نصیحتیں ہیں انہیں دل سے مانیو یارو
جہاں کو جاؤ یہ قصہ بکھانیو یارو | جو جواری ہو برا اسکا نہ مانیو یارو

نظیر آپ بھی ہے جواریا دوالی کا

آگرے کی ککڑی کی تعریف

پہنچے نہ اسکو ہرگز کابل درے کی لکڑی | نے پورب اور نہ پچھم اور نہ درے کی [illegible]
نہ چین کے پرے کی اور نہ درے کی ککڑی | دکھن کی اور نہ ہرگز اس سے پرے کی ککڑی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرہ کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کیا پیاری پیاری میٹھی اور پتلی پتلیاں ہیں | گنے کی پوریاں ہیں ریشم کی تلیاں ہیں
فرہاد کی نگاہیں شیریں کی ہنسلیاں ہیں | مجنوں کی سرد آہیں لیلیٰ کی انگلیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اس آگرہ کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

کوئی ہے زرد مائل کوئی ہری بھری ہے | پکھراج منفعل ہے پنے کو تھرتھری ہے
ٹیڑھی ہے سو تو جوڑی وہ ہیر کی ہری ہے | سیدھی ہے وہ جو یارو رانجھا کی بانسری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرہ کی ککڑی
اور جسمیں جا بجا کافر اسکندرے کی ککڑی

میٹھی ہے جسکو برفی کہیئے گلابی کہیئے
یا حلقے دیکھ اسکے تازی جلیبی کہیئے
تلشکر لونکی پھانکیں اب یا امرتی کہیئے
[illegible] پوچھے تو اسکو دندان مصری کہیئے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

چھوٹے میں برگ گل ہے کھائیں گرکری
گرمی کے مارنے کو اک تیر کی سری ہے
آنکھوں میں سکھ کلیجے ٹھنڈک ہری بھری ہے
ککڑی نہ کہیئے اسکو ککڑی نہیں پری ہے

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

بیل اسکی ایسی نازک جوں زلف پیچ کھائے
بیج ایسے چھوٹے چھوٹے خشخاش کا کہ دانے
دیکھ اسکی نرمی باریکی اور گلائی
آتی ہے یاد ہمکو محبوب کی کلائی

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

مشہور جیسی ہے جاپانیاں کی الیاں ہیں
ویسی ہی ککڑی نے بھی دھومیں ڈالیاں ہیں
میٹھی ہیں ایسی گویا مشکر کی تھالیاں ہیں
دودھ اور قند مصری سانچے کی ڈھالیاں ہیں

کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور جسمیں خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

جو ایکبار یارو اس جا کی کھائے ککڑی
پھر جا کہیں کی اسکو ہرگز نہ بھائے ککڑی
دل تو نظیر غش ہے یعنی منگائے ککڑی
ککڑی ہے یا قیامت کیا کہیئے ہائے ککڑی
کیا خوب نرم و نازک اس آگرے کی ککڑی
اور [illegible] خاص کافر اسکندرے کی ککڑی

تربوز کی تعریف

کیوں نہو سبز زمرد کے برابر تربوز
کرتا ہے خنک کلیجہ کے تئیں تربوز
دل کی گرمی کو نکالے ہے یہ اکثر تربوز
جس طرف دیکھیے بہتر سے ہے بہتر تربوز
ابتو بازار میں بکتے ہیں سراسر تربوز

کتنے کھاتے ہیں نزاکت سے تراش [illegible]
تاکہ سینہ ہو خنک سردی میں ٹھنڈا ہو جگر
کتنے شربت ہی کیے پیتے ہیں کٹورے بھر بھر
کتنے بیجوں کو گھٹکے ہیں خوشی ہو ہو کر
کتنے کھاتے ہیں کفائت سے منگا کر تربوز

میٹھے اور سرد ہیں اتنے کہ ذرا نام لے
ہو منھ [illegible] ہیں جبڑا دانت ہیں کرکر بجتے
سب کو دو چار منگا کر جو تراشے میں نے
سیاہ ہو منھ یہ مٹھائی میں کہ کیسے نکلے
کوئی اولا کوئی مصری کوئی شکر تربوز

مجھ سے یار نے منگوایا جو دیکر پیسا
اسکے ٹانکی جو لگائی تو وہ کچا نکلا
دیکھ تیوری کو چڑھاتے ہو کے غضب طیش میں آ
کچھ نہ بن آیا تو پھر گھور کے یہ کہنے لگا
کیوں بے لایا ہے اٹھا کے یہ مرا سر تربوز

جب کہا میں نے یہ تو نہیں [illegible] کچا
اور پکا ہے تو میں پیٹ میں بیٹھا تو نہ تھا
اسکے سنتے ہی غضب ہو کے وہ لال انگارا
لا سو پانی جو نہ پائی تو پھر آخر جھنجھلا
[illegible] مارا سینہ پہ اٹھا کر تربوز

کیوں میاں ہمکو جو تم کرتے ہو کڑی کھرا
تو سنا ہر گھڑی ہر آن کلھوتا ہے برا
تمکو تو پڑ گیا ملنے کا رقیبوں سے مزا
جھوٹی قسمیں یہ مرے سر کی جو کھاتے ہو بھلا

کیا مرے سر کو کیا تم نے مقرر تربوز

پیارے جب ہے وہ تربوز کبھی منگاتا
چھلکا اسکا مجھے ٹوپی کیطرح ہے پہنا
اور یہ کہتا ہے کہ پھینکا تو چکھاؤنگا مزا
کیا کہوں یارو میں اس شوخ کے ڈر کا مارا

دو دو دن رکھے ہوئے پھرتا ہوں سر پر تربوز

ایک بیدرد ستمگر ہے وہ کافر خونخوار
قتل کرتا ہے عزیزوں کے شب لیل و نہار
کل مرا کلی گلی میں جو ہوا آکے گذار
اسطرح سر کا شہید دیکھے پڑا تھا انبار

جیسے بازار میں تربوز کے اوپر تربوز

جاڑے میں اب جو یارو یہ تن گئے [illegible] بھونے
یہ بھی نظیر لڈو ایسے [illegible] تونے

کورے برتن کی تعریف

کورے برتن میں کیاری گلشن کی
جس سے بھیتی ہے ہر [illegible] تن کی
بوند پانی کی اون میں جب کھنکی
کیا وہ پیاری صدا ہے سن سن کی

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات ہے کورے برتن کی

پانی کی آپ اب بڑی ہے ذات
قطرہ قطرہ ہے جسکا آب حیات
کورے برتن [illegible] جو آیا ہات
یہ تو آب حیات بھی ہے مات

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات ہے کورے برتن کی

وہ جو پانی کی کوری گولی ہے
وہی آنے کی مول کولی ہے
کیا ہی ٹھنڈی دوا کی گولی ہے
کیا کہوں گولی گولی گولی ہے

تازگی جی کی اور تری تن کی
واہ کیا بات ہے کورے برتن کی

یہ جو گولی کی بوبیاں باندھیں
ہم نے پانی کی گوبیاں باندھیں
سوندھی سوندھی ٹھٹھولیاں باندھیں
دل نے پھولوں کی جھولیاں باندھیں

پانی کا لوٹ [illegible] ہے جوں ایک بار بند

کنڈیاں جو سال کی تھیں بکیں وہ لوٹے [illegible] — ناچار قرض دام سے چھپڑ لیتے ہیں ڈال
بھوسن اور شہتیرے اسکے ہیں جو سر کے بال — [illegible] بس سے ہے یاں چھپر والا

گویا کہ انکے بھول گئے ہیں چمار بند

دنیا میں اب قدیم سے ہے زر کا بندوبست — اور [illegible] زری میں گھر کا نہ باہر کا بندوبست
آقا کا بند قعام نہ نوکر کا بندوبست — مفلس جو مفلسی میں کرے گھر کا بندوبست

مکڑی کے تار کا ہے وہ نا استوار بند

کپڑا نہ گٹھری بیچ نہ تھیلی میں زر رہا — خطرہ نہ چور کا نہ اوچکے کا ڈر رہا
بیٹے کو بن کواڑ کا پھوٹا کھنڈر رہا — کھنگھار جا سکے کا نہ مطلق اثر رہا

آنے سے بھی جو ہو گئے چور و چکار بند

بیٹھے لباطی راہ میں تنکے سے چنتے ہیں — بھنتے ہیں نان بائی تو بھڑبھونجی بھنتے ہیں
دھنیے بھی ہاتھ ملتے ہیں اور سر کو دھنتے ہیں — روتے ہیں وہ جو شروع و درائی بنتے ہیں

اور وہ تو مر گئے جو بنے تھے ازار بند

گر کاغذی کے حال کے کاغذ کو دیکھیے — مطلق اسے خبر نہیں کاغذ بھاؤ سے
ردی قلم دوکان میں نہ ٹکڑے ہیں ٹاٹ کے — یا تہ [illegible] اپنی جیب میں کرکے رکھنے کے واسطے

کاغذ کا مانگتا ہے ہر اک سے ادھار بند

لوٹے ہیں گرد پیش جو قزاق راہ مار — بیوپاری آتے جاتے نہیں در [illegible]
کوتوال روئیں خاک اڑاتے ہیں چوکیدار — ملاحوں کا بھی کام نہیں چلتا میرے یار

ناویں ہیں گھاٹ گھاٹ کی سب وار پار بند

اب آگرے میں جتنے ہیں سب لوگ ہیں تباہ — آتا نظر کسی کا نہیں ایکدم نباہ
مانگو عزیزو ایسے برے وقت سے پناہ — وہ لوگ ایک کوڑی کے محتاج اب ہیں آہ
کسب و ہنر کے یاد ہیں جنکو ہزار بند

صراف بنئے جوہری اور سیٹھ ساہوکار — دیتے تھے سبکو نقد سو کھاتے ہیں اب ادھار
بازار میں اڑے ہے پڑی خاک بیشمار — بیٹھے ہیں یوں دوکانوں پہ اپنی دوکاندار
جیسے کہ چور بیٹھے ہوں قیدی قطار بند

سوداگروں کو سود نہ بیوپاری کو فلاح — بزاز کو ہے نفع نہ پنساری کو فلاح
دلال کو ہے بافت نہ بازاری کو فلاح — دکھیا کو فائدہ نہ پنہاری کو فلاح
یاں تک ہوا ہے آنکے لوگوں کا کار بند

مارے ہیں ہاتھ ہاتھ پہ سب یاں کے دستکار — اور جتنے پیشہ ور ہیں وہ روتے ہیں زار زار
کوٹے ہے تن لوہار تو پیٹے ہے سر سنار — کچھ ایک دو کے کام کا رونا نہیں ہے یار
چھتیس پیشہ والوں کے ہیں کاروبار بند

زرکھبی جتنے کام تھے وہ سب دبک گئے — اور ریشمی قوام بھی یکسر چٹک گئے
زردار اٹھ گئے تو بٹئے سرک گئے — چلنے سے کام تارکشوں کے بھی تھک گئے
کیا بال بیتلے کھینچے جو ہو جاوے تار بند

ہر دم کمان گروں کے اوپر پیچ و تاب ہے — صحاف اپنے حال میں غم کی کتاب ہیں
[illegible] شبیہ ساز مصور کباب ہیں — نقاش ان سبھوں سے زیادہ خراب ہیں
رنگ و قلم کے ہو گئے نقش و نگار بند

حجام پر بھی یاں تلک ہے مفلسی کا زور — پیسا کہاں جو سان پہ ہو استروں کا [illegible]

کانپے ہے سر بھگوئے ہوئے اسکی پور پور	کیا بات ایک بال کٹے یا ترشے کور

یا تنگ ہے استرے و نہرنی کی دھار بند

ایسے دبونکے ہوگئے آپس میں کار بند

کوئی پکارتا ہے پڑا بھیج یا خدا	اب تو ہمارا کام تھکا بھیج یا خدا
کوئی کہے ہے ہاتھ اٹھا بھیج یا خدا	لے جان اب ہماری تو یا بھیج یا خدا

کیوں روزی یوں ہے کی مرے پروردگار بند

محنت سے ہاتھ پاؤں کے کوڑی نہ ہاتھ آئے	بیکار کب تلک کوئی قرض و ادھار کھائے
دیکھوں جسے وہ کرتا ہے رو رو کے ہائے ہائے	آتا ہے ایسے حال پہ رونا ہمیں تو ہائے

دشمن کا بھی خدا نکرے کاروبار بند

آمد نہ خادموں کی تئیں مقبروں کے بیچ	بامھن بھی سر پٹکتے ہیں سب مندروں کے بیچ
عاجز ہیں علم والے بھی سب مدرسوں کے بیچ	حیران ہیں پیرزادے بھی اپنے گھروں کے بیچ

نذر و نیاز ہوگئی سب ایکبار بند

اس شہر کے فقیر بھکاری بھی ہیں تباہ	جس گھر پہ جا سوال وہ کرتے ہیں خواہ مخواہ
بھوکے ہیں [illegible] بابا خدا، راہ	واں سے صدا یہ آتی ہے پھر مانگو جب تو آہ

کرتے ہیں ہونٹھ اپنے وہ ہو شرمسار بند

کیا چھوٹے کام والے وہ کیا پیشہ ور نجب	روزی کے آج ہاتھ سے عاجز ہیں سب غریب

ہوتی ہے بیٹھے بیٹھے جب آشام عنقریب
اٹھتے ہیں سب دکان سے کہکرے یا نصیب

قسمت ہماری ہوگئی بے اختیار بند

قسمت سے چار پیسے جنہیں ہاتھ آتے ہیں
البتہ روکھی سوکھی وہ روٹی پکاتے ہیں
جو خالی آتے ہیں وہ قرض لیتے جاتے ہیں
یوں بھی نہ پایا کچھ تو فقط غم کو کھاتے ہیں

سوتے ہیں کر کواڑ کو اک آہ مار بند

کیونکر بھلا نہ مانگئے اسوقت سے پناہ
محتاج ہو تو پھرنے لگی دربدر سپاہ
یا تنک امیرزادے سپاہی ہوئے تباہ
جنکے جلو میں چلتے تھے ہاتھی و گھوڑے آہ

وہ دوڑتے ہیں اور کی پکڑ کے شکار بند

ہے جن سپاہیوں کنے بندوق اور سنان
کردیگا اسکے اسکے نام یہ جلد کا نشان
بندے کے بند تار تو پیتل کے ہیں کماں
ناچار اپنی روزی کا باعث سمجھکے ہاں

رسی کے آستیں باندھے ہیں پیادے سوار بند

جو گھوڑا اپنا بیچ کے زین کو گرد رکھیں
یا تیغ اور سپر کو لئے چوک میں پھریں
ٹپکا جو بکتا آوے تو کیا خاک دے کے لیں
وہ پیش قبض تک کی پڑی روٹی بیٹھیں

پھر اسکا کون مول لے وہ لچھے دار بند

جتنے سپاہی یاں تھے نہ جانے کدھر گئے
دکھن کے تئیں نکل گئے یا پیشتر سے تھے
جب گھوڑے بھالے والے بھی یوں دربدر گئے
ہتھیار بیچ ہوکے گداگر یہ گھر گئے

پھرن پوچھے انکو جواب ہیں ٹار بند

پھرتے ہیں نوکری کو جو بنکر رسالدار
گھوڑونکی ہے رکاب نہ اونٹونکی ہے مہار
کپڑا نہ لتا مال نہ پرتل نہ بوجھ بھار
یوں ہیں سکا نہ آگے اترتے ہیں سنگوار

جنگل میں جیسے آکے دیے ہیں لاکر اتار بند

ایسا سپاہ مرد کا دشمن زمانہ ہے — روٹی سوار کو ہے نہ گھوڑے کو دانہ ہے
تنخواہ نے طلب ہے نہ پینا نہ کھانا ہے — پیادے دوالی بند کا گھر کیا ٹھکانا ہے

در در خراب پھرنے لگے جب نقار بند

جتنے ہیں آج آگرے میں کارخانجات — سب پر پڑی ہے آن کے روزی کی مشکلات
کس کس کے دکھ کو روئیے اور کس کی کہیے بات — روزی کے اب درخت کا ہلتا نہیں ہے پات

ایسی ہوا کچھ آکے ہوئی ایکبار بند

ہے کونسا وہ دل جسے فرسودگی نہیں — وہ گھر نہیں کہ روزی کی نابودگی نہیں
ہرگز کسی کے حال میں بہبودگی نہیں — اب آگرے میں نام کو آسودگی نہیں

کوڑی کی آکے ایسی ہوئی رہ گذار بند

ہیں باغ جتنے یاں کے وہ ایسے پڑے ہیں خوار — کانٹے کا نام انہیں نہیں پھول در کنار
سوکھے ہوئے کھڑے ہیں درختانِ میوہ دار — کیاری میں خاک دھول روش پر اڑے غبار

ایسی خزاں کے ہاتھوں ہوئی ہے بہار بند

دیکھے کوئی چمن تو پڑا ہے اجاڑ سا — غنچہ نہ پھل نہ پھول نہ سبزہ ہرا بھرا
آواز قمریوں کی نہ بلبل کی ہے صدا — نہ حوض میں ہے آب نہ پانی ہے نہر کا

چادر پڑی ہے خشک تو ہے آبشار بند

بے وارثی سے آگرہ ایسا ہوا تباہ — ٹوٹی حویلیاں ہیں تو ٹوٹی شہر پناہ
ہوتا ہے باغبان سے ہر ایک باغ کا نباہ — وہ باغ کس طرح نہ لٹے اور اجڑے آہ

جس کا نہ باغبان ہو نہ مالک نہ خار بند

کیوں یارو اس مکان میں کیسی ہوا چلی	جو مفلسی سے ہوش کسیکا نہیں بجا
جو ہے سو اس ہوا میں دیوانہ سا ہو رہا	سودا ہوا مزاج زمانہ کو یا خدا

تو ہے حکیم کھول دے اب اسکے چار بند

ہے میری حق سے اب یہ دعا شام اور [illegible]	ہو آگرے کی خلق پہ اب مہر کی نظر
سب کھاویں پیویں یاد رکھیں اپنے گھر	اس ٹوٹے شہر پر بھی الٰہی تو فضل کر

کھل جاویں ایکبار تو سب کاروبار بند

عاشق کہو اسیر کہو آگرے کا ہے	ملا کہو دبیر کہو آگرے کا ہے
مفلس کہو فقیر کہو آگرے کا ہے	شاعر کہو نظیر کہو آگرے کا ہے

اسواسطے یہ اسنے لکھے پانچ چار بند

پودنے اور گڑپنکھ کی لڑائی

اک پودنے کا حال عجب سننے میں آیا	تھا گھونسلا اک پیڑ او پر اسنے بنایا
اور پودنی اور بچوں کو تھا اسمیں بٹھایا	قد میں تو وہ تھا پودنا چھوٹا سا کہایا

پر دل میں وہ گڑپنکھ سے ٹھہرا تھا سوایا

پھڑ پھڑ گیا اور پردے میں پنجوں کے اڑایا

ارنا لگا ٹکرانے کو سر شور مچا کر | ارنی گری اس پودنے کے پاؤں پہ جا کر
جب پودنی نے اسکے ترس حال پہ کھا کر | جلد اسے نکالا اسے آواز سنا کر
اپنے کو سوا بھاگنے کے کچھ بن نہ آیا

بھاگا غرض ایسا کہ نہ پھر پیچھے کو دیکھا | ارنی بھی گئی بھاگتی ساتھ ارنے کے
اس بھاگنے میں دونوں نے پھر منہ کو نہ پھیرا | ارنا تو لیٹا اپنے ادھر خوف سے بھاگا
یاں گھونسلے میں پودنا پھولا نہ سمایا۔

کوے اور ہرن کے بچے کا بیان

اک دشت میں سنا ہے کہ اک خوب سا ہرن | بچا ہی تھا ابھی نہ ہوا تھا بڑا ہرن
پھرتا تھا چوکڑی کو دکھاتا مزا ہرن | دیکھا جو ایک کوے نے وہ خوشنما ہرن
دل کو بہاشت اسکے وہ اچھا لگا ہرن

اور باتیں کرکے کوے نے اسکو لگا لیا | دم میں ہرن بھی کوے کی الفت میں آ گیا
کوے ہرن میں ٹھہری جو گہری محبت آ | کوا جدھر جدھر کو خوشی ہو کے جاتا تھا
پھرتا تھا اسکے ساتھ لگا جا بجا ہرن

اک گیدڑ اس ہرن کے کہنے لگے نا بکار | بولا ہزار جان سے میں تم پہ ہوں نثار
مجکو بھی اپنا جان غلام اور دوستدار | اور دل میں یہ کہ کیجئے اسے شکار
اسکے دغا و مکر سے واقف نہ تھا ہرن

گیدڑ یہ جبکہ مکر سے جس دم گیا ادھر | کوا ہرن سے کہنے لگا کرکے شور و شر

یہ سخت مکرباز ہے کر اس سے تو حذر
اک دن دغا سے تجکو یہ پکڑے گا فتنہ گر

سنکر یہ بات کوے کی چپ ہو رہا ہرن

دن دوسرے ہرن نے گیدڑ پھر آگیا
میں آج دیکھ آیا ہوں کیا کھیت اک ہرا
کوے کو روتا دیکھ یہ بولا وہ پر دغا
تم کھاؤ اسکو چل کے تو ہو شاد دل مرا

سنتے ہی اسکے ساتھ اچھلتا چلا ہرن

جس کھیت پر یہ لیکے گیا اسکو بدسگال
لے پہونچا جب ہرن کے تئیں کھیت پر شغال
واں پہلے دیکھ آیا تھا اک دو ہرن کا جال
جاتے ہی واں ہرن نے دیا منہ کو اسمیں ڈال

منہ ڈالتے ہی جال میں واں پھنس گیا ہرن

واں پھڑپھڑا کے کوا بھی آیا ناگہاں
تڑپے بہت نہ اسمیں ورنہ تو ہوویگا نڈھاں
گیدڑ کو دیکھ گالی ہرن سے کہا کہ ہاں
کوے کی بات سنتے ہی ہمت کو باندھ واں

جیسے کہ گر پڑا تھا وہیں پھر اٹھا ہرن

گیدڑ لگا جب آنے ہرن کی طرف جھپٹ
یا اک گھڑی تو ایسی لگا پانوؤں کی جھپٹ
کوا پکارا مار تو سینگ اک جو جاوے ہٹ
جاوے جو اسکے لگتے ہی گیدڑ کا پیٹ پھٹ

سنتے ہی پھر تو سینگ ہلانے لگا ہرن

گیدڑ نے خوب کوے کو دیں جلکے گالیاں
اسمیں شکاری آکے ہوا دور سے عیاں
صیاد واں ہوا تھا کسی کام کو رواں
کوا پکارا لیٹ جا دم بند کرکے یاں

دم بند کرکے اپنا وہیں گر پڑا ہرن

گیدڑ نے اسکو دیکھ کے اک جا کے جھاڑی لی
افسوس کرکے دام کی رسی وہ کھولدی
صیاد اس ہرن کو پڑا دیکھ اس گھڑی
کوا پکارا بھاگ ارے وقت ہے یہی

سنتے ہی واں سے چوکڑی بھر کر اڑا ہرن

صیاد نے جو دیکھا ہرن اٹھ چلا جھپاک
جلدی سے دوڑ پیچھے ہرن کے وہ سینہ چاک
سونٹے کو پھینک مارا جو پھرتی سے تاک
بھاگا ہرن وہیں لگا گیدڑ کے آ کھٹاک

سر اسکا پھوٹا اور وہ سلامت رہا ہرن

گیدڑ نے اس ہرن کا جو چیتا تھا واں برا
پائی اسی اپنی بدی کی وہیں سزا
تھا یہ تو نثر میں نے اسے نظم میں کیا
پہونچا اثر جب وہ خوشی ہو اپنی جا

کو سنگ سا لگا تھا پھر وہ بہت خوش ہوا ہرن

ہنس کا قصہ

دنیا کی جو الفت کا ہوا مجھکو سہارا
اور اسنے خوشی کو مری خاطر میں اتارا
دیکھی جو یہ غفلت تو مرا دل یہ پکارا
آیا تھا کسی شہر سے اک ہنس بچارا

اک پیڑ پہ جنگل کے ہوا اس کا گذارا

چنڈول اگن ابلقے جھپاں بنے ڈھیر
مینا و بئے گلگلے لگلے بھی سمنبر
طوطی بھی کئی طور کے لٹیاں کوی لہر
رہتے تھے بہت جانور اس پیڑ کے اوپر

سب ہوئے خوش انکی مے الفت پیئے — اور پیٹ سے ہراک نے وہاں بھر لئے سینے
پر آن جتانے لگے چاہت کے قرینے — اس ہنس کو جب ہو گئے دو چار مہینے

اک روز وہ یاروں کی طرف دیکھ پکارا

تم سب کی یہ خوبی ہے کہاں ہم سے بیاں ہو — تقصیر کوئی ہم سے ہوئی ہووے تو بخشو
یاں لطف و کرم تمنے کئے ہم پہ ہیں جو جو — لو یارو ہم اب جاوینگے کل اپنے وطن کو

اب تمکو مبارک رہے یہ پیڑ تمہارا

اب تک تو بہت ہم رہے فرحت سے ہم آغوش — اب یاد وطن دل کی ہمارے ہوئی ہمدوش
جب حرف جدائی کا پرندوں نے کیا گوش — اس بات کے سنتے ہی جو ہراک کے اڑے ہوش

سب بولے یہ فرقت تو نہیں ہمکو گوارا

بن دیکھے تمہارے ہمیں کب چین پڑینگے — اک آن نہ دیکھینگے تو دل غم سے بھرینگے
گر تمنے یہ ٹھہرائی تو کیا سکھ سے رہینگے — ہم جتنے ہیں سب ساتھ تمہارے ہی چلینگے

یہ درد تو اب ہم سے نہ جاویگا سہارا

پھر ہنس نے یہ بات کہی انسے کئی بار — یہ کچھ نہیں اب چلنے کی [illegible] سے ہیں ناچار
آنکھیں ہوئیں اشکوں سے پرندوں کی گہر بار — [illegible] شب کے کٹی ہوئی صبح نمودار

پر اپنا ہوا پر وہیں اس ہنس نے مارا

وہ ہنس جب اس پیڑ سے وانکو چلا ناگاہ — منہ پھیر [illegible] سے [illegible] کی جس راہ
دیکھا جو اسے جلتے ہوئے وانسے تو کر آہ — سب ساتھ چلے اسکے وہ ہمراز ہوا خواہ

ہر ایک نے اڑنے [illegible] لیا را

اور ہنس [illegible] سب کو رفاقت ہوئی نایاب — جب وانسے جلا وہ تو ہوئی [illegible]

کلفت تھی جو فرقت کی وہ سب پہ ہوئی تمام | دو کوس اڑے تھے جو ہوئی ماندگی تمام

پھر پر میں کسیکے نہ رہا قوت و یارا

پر لگے ہوئے پر جو ہیں دو ڈیکی پڑے اوس | روئے کہ رفاقت کی کریں کیونکہ قدم بوس

تھک تھک کے گرے گرنے تو کرنے لگے افسوس | کوئی تین کوئی چار کوئی پانچ اڑا کوس

کوئی آٹھ کوئی نو کوئی دس کوس میں ہارا

کچھ بن سکے انسے رفیقی کے جو داں کار | اور اتنے اڑے ساتھ کہ کچھ ہووے نہ اظہار

جب دیکھی وہ مشکل تو پھر آخر کے تئیں ہار | کوئی یاں رہا کوئی واں رہا کوئی ہو گیا ناچار

ئی اور اڑا آگے جو تھا سب میں کرارا

تھی اسکی محبت کی جو ہر ایک نے پی مے | سمجھے تھے بہت دل میں وہ الفت کو بڑی شے

جب ہو گئے بے بس تو پھر آخر یہ ہوئی رے | چیلیں رہیں کوے گرے اور باز بھی تھک کے

اس پہلی ہی منزل میں کیا سب نے کنارا

دنیا کی جو الفت ہے تو اسکی ہے یہ کچھ راہ | جب شکل یہ ہووے تو بھلا کیونکہ ہو نباہ

ناچار ہے ہو جیسا بن تو واں کیجئے کیا چاہ | سب رہ گئے جو ساتھ کے ساتھی تھے نظیر آہ

آخر کے تئیں ہنس اکیلا ہی سدھارا

آٹا دال پیدا کرو

آٹے کے واسطے ہے ہوس ملک و مال کی ۔ آٹا جو پالکی ہے تو ہے دال نالکی
آٹے ہی دال سے ہے درستی یہ حال کی ۔ اس سے ہے سبکی خوبی جو ہے حال قال کی

سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

اس آٹے دال ہی کا جو عالم میں ہے ظہور ۔ اس سے ہی منہ پہ نور ہے اور پیٹ میں سرور
اس سے ہی آکے چڑھتا ہے چہرہ پہ سب کے نور ۔ شاہ و گدا امیر اسی کے ہیں سب مزدور

سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

قمری نے کیا ہوا جو کہا حق سرہ ۔ اور فاختہ بھی بیٹھ کے کہتی ہے ققہو
وہ کھیل کھیلو جس سے ہو تم جگ میں سرخرو ۔ سننے ہوئے عزیزو اسی سے ہے آبرو

سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

آٹا ہے جسکا نام وہی خاص نور ہے ۔ اور دال بھی پری ہے کوئی یا کہ حور ہے
اسکا بھی کھیل کھیلنا سبکو ضرور ہے ۔ سمجھے جو اس سخن کو وہ صاحب شعور ہے

سب چھوڑو بات طوطی و پدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جب پیسوں کے عشق میں دل کو لگاؤ گے ۔ تو پیٹ بھر کے کھاؤ گے کپڑے بناؤ گے
طوطی تو پال کے حق اللہ پڑھاؤ گے ۔ ناحق کو سر کھپاؤ گے کوڑی نہ پاؤ گے

سب چھوڑ دو بات طوطی و بدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

جن پاس چار پیسے ہیں وہی ہیں یہاں امیر
اور جنکے پاس کچھ نہیں وہ ہیں بڑے فقیر
اور جتنے پیشہ ور ہیں یہاں خرد اور کبیر
روٹی کا سلسلہ ہے بڑا کیا کہوں نظیر
سب چھوڑ دو بات طوطی و بدڑی و لال کی
یارو کچھ اپنی فکر کرو آٹے دال کی

روٹیوں کی تعریف

جب آدمی کے پیٹ میں آتی ہیں روٹیاں
پھولے نہیں بدن میں سماتی ہیں روٹیاں
سو سو طرح کی عقل سجھاتی ہیں روٹیاں
ہر ہر طرح کا عشق دکھاتی ہیں روٹیاں
جتنے مزے ہیں سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں

روٹی سے جسکا ناک تلک پیٹ ہے بھرا
کرتا ہے پھرے کیا ہی اچھل کود جا بجا
دیوار پھاند کر کوئی کوٹھا اچھل گیا
ٹھٹھا ہنسی مخول غرض اور کیا کیا
سو سو طرح کی دھوم مچاتی ہیں روٹیاں

جس جا پہ ہانڈی چولھا توا اور تنور ہے
خالق کی قدرتوں کا اسی جا ظہور ہے
چولھے کے آگے آنچ جو جلتی حضور ہے
جتنے ہیں نور سب میں یہی خاص نور ہے
اس نور کے سبب نظر آتی ہیں روٹیاں

آوے توے تنور کا جس جا زباں پہ نام
یا چکی چولھے کا جہاں گلزار ہو تمام
واں سر جھکا کے کیجے ڈنڈوت اور سلام
اس واسطے کہ خاص یہ روٹی کے ہیں مقام

کپڑے کسی کے لال ہیں روٹی کے واسطے	لمبے کسی کے بال ہیں روٹی کے واسطے
باندھے کوئی رومال ہے روٹی کے واسطے	سب کشف اور کمال ہیں روٹی کے واسطے
جتنے ہیں روپ سب یہ دکھاتی ہیں روٹیاں	
روٹی سے ناچے پیادہ قواعد دکھا دکھا	اسوار ناچے گھوڑے کو کاوہ لگا لگا
گھنگرو کو باندھے پیک بھی پھرتا ہے ناچتا	اور اس سوا جو غور سے دیکھا جو جا بجا
سو سو طرح کے ناچ نچاتی ہیں روٹیاں	
~~روٹی کے ناچ تو ہیں سبھی خلق میں پڑے~~	~~کچھ بھانڈ بھگتیے یہ نہیں پھرتے ناچتے~~
~~[illegible] کاتی ہیں روٹیاں~~	
دنیا میں اب بدی نہ کہیں اور نکوئی ہے	یا دشمنی و دوستی و تند خوئی ہے
کوئی کسی کا اور کسی کا نہ کوئی ہے	سب کوئی ہے اسی کا کہ جس ہاتھ ڈوئی ہے
نوکر نفر غلام بناتی ہیں روٹیاں	
روٹی کا اب ازل سے ہمارا تو ہے خمیر	روکھی ہی روٹی حق میں ہمارے ہے شہد و شیر
یا پتلی ہووے موٹی خمیری ہو یا فطیر	گیہوں جوار باجرے کی جیسی ہو نظیر
ہم کو تو سب طرح کی خوش آتی ہیں روٹیاں	

چپاتی کی تعریف

جب ملی روٹی ہمیں سب نور حق روشن ہوئے
رات دن شمس و قمر شام و شفق روشن ہوئے

زندگی کے تھے جو کچھ نظم و نسق روشن ہوئے
اپنے بیگانوں کے لازم تھے جو حق روشن ہوئے

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ جواب کھائے ہیں باقرخانی کلچہ شیرمال
ہیں وہ خاص الخاص درگاہ کریم ذوالجلال

یہ جو روٹی دال کا رکھتے ہیں ہم گردن میں جال
بلی روٹی وہیں ہم ہو گئے صاحب کمال

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

وہ تو اب مرد خدا ہیں قوت جنکا نور ہے
وہ ملائک ہیں وہاں روٹی کا کیا مذکور ہے

دل ہمارا تو فقط روٹی کا اب رنجور ہے
ہم شکم بندوں کا تو یارو یہی دستور ہے

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی پڑی جب تک تو یارو خیر ہے
گر نہو پھر غیر کا اپنے ہی جیسے بیر ہے

کھاتے ہی دو تر نوالے آسمان پر سیر ہے
آسمان کیا پھر تو خاصے لامکاں کی سیر ہے

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

جب تلک روٹی کا ٹکڑا ہو نہ دسترخوان پر　　نے نمازوں میں لگے اور نہ کچھ قرآن پر
مانند روٹی چڑھی رہتی ہے سب کے دھیان پر　　کیا خدا کا نور برسے ہے پڑا ہر نان پر

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

گر نہوں دو روٹیاں اور اک پیالہ دال کا　　کھیل پھر بگڑا پھرے یاں حال اور قال کا
گر نہو روٹی تو کس کا پیر کس کا بالکا　　وصف کس منہ سے کروں میں نان کے احوال کا

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

پیٹ میں روٹی نہ تھی جب تک دو عالم تھا سیاہ　　جب پڑی روٹی تو پہونچی عرش کے اوپر نگاہ
کھل گئے پردے تھے جتنے ماہی سے تا ماہ　　کیا کرامت ہے فقط روٹی میں یارو واہ واہ

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

یوں چمکتا ہے پڑا ہر آن گردہ نان کا　　جان آتی ہے لئے سے نام دسترخوان کا
چاند کا ٹکڑا کہوں میں یا کہ ٹکڑا نان کا　　روح تازہ ہے بدن میں نام سنکر خوان کا

دو چپاتی کے ورق میں سب ورق روشن ہوئے
اک رکابی میں ہمیں چودہ طبق روشن ہوئے

حسن جتنے ہیں جہاں میں سب بھرے ہیں نان میں　　خوبیاں جتنی [illegible] سب بھری ہیں نان میں
کیا رکھا جانے خدا نے کیا کیا ہے درمیاں میں　　[illegible] ہے سب کے دل روٹی کے دسترخوان

سونے کی جدولیں جو کتابوں پہ عام ہیں — وہ جدولیں وہ رنگ وہ سونے کا کام ہے
جنکے ورق ورق ہی سنہرے تمام ہیں — سب میں زیادہ انکی ہی قیمت ہے نام ہے

جو ہے سو ہو رہا ہے مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارتا ہے دنرات ہائے زر

رب جنکے گھر میں ڈھیر ہیں سونے کے دام کے — ہر اک امیدوار ہیں انکے غلام کے
سب انکے پاؤں چومتے ہیں انکے غلام کے — کیا جیتے ہیں طلائے علیہ السلام کے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارتا ہے دنرات ہائے زر

اتنوں کے دل میں دھن ہے کہ زر کمائے — کچھ کھائے کھلائے اور کچھ بنائے
کہتا ہے کوئی ہائے کہاں زر کو پائے — کیا کیجے زہر کھائے اور مر ہی جائے

جو ہے سو ہو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارتا ہے دنرات ہائے زر

سونا اگرچہ زرد ہے یا سرخ فام ہے — لیکن تمام خلق کو اس سے ہی کام ہے
سب میں زیادہ حسن کی الفت کا دام ہے — زر وہ ہے جسکا حسن بھی ادنی غلام ہے

جو ہے سو رہا ہے سدا مبتلائے زر
ہر اک یہی پکارتا ہے دنرات ہائے زر

ہوتی ہیں زر کے واسطے ہر جا چڑھائیاں — کٹتے ہیں ہاتھ پاؤں گلے اور کلائیاں
بندوقیں اور ہیں کہیں توپیں لگائیاں — کل زر کی ہو رہی ہیں جہاں میں لڑائیاں

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

پوشاک چمکدار بناتے ہیں اسی سے | حشمت کے چمنکار بناتے ہیں اسی سے
محلات نمودار بناتے ہیں اسی سے | باغات چمن زار بناتے ہیں اسی سے

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

اس روپ سے فرحت کے ہیں آثار مہیا | کیا موتیا ہے موتیوں سے تار مہیا
اس روپ سے ہے حسن فسوں کار مہیا | گجرے سے لگا طرہ زر تار مہیا

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

اس روپ سے بارش کی بھی چیزیں ہیں [illegible] | رتھ چھتریاں بارانیاں اور موم کی چادر
باہر بھی وہ دیکھیں ہیں بہاروں کی نظر [illegible] | گھر میں بھی خوشی بیٹھے ہیں سامان بنا کر

[illegible] نظر آتا ہے [illegible] عیش [illegible]
دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

یہ روپ جہاں ہے کوئی واں دل نہیں میلا | اجلے ہیں بچھے فرش نہیں کچھ بھی کچیلا
دیکھو جدھر اسباب ہے خوش وقتی کا پھیلا | پھرتا ہے اسی تھیلی سے ہر جنس کا تھیلا
جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا | دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

ظاہر میں تو اے دوست راحت ہے اسی — ہر آن د[illegible] جان مسرت ہے اسی

ہر بات کی خوبی و فراغت ہے اسی سے — عالم میں لطف عشرت و فرحت ہے اسی سے

جھمکا نظر آتا ہے ہر اک عیش کی شے کا

دنیا میں عجب روپ جھلکتا ہے روپے کا

پیسے کا بیان

پیسے ہی کا امیر کے دل میں خیال ہے — پیسے ہی کا فقیر بھی کرتا سوال ہے

پیسا ہی فوج پیسا ہی جاہ و جلال ہے — پیسے ہی کا تمام یہ تنگ و دوال ہے

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے

پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا نہو تو باغ کوئیں پھر کہاں سے ہوں — کھانے کو پوری اور لوئے پھر کہاں سے ہوں

عیش و طرب کے نکی دوئے پھر کہاں سے ہوں — حلوا کچوری مال پوئے پھر کہاں سے ہوں

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے

پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے چمن بہار ہیں پیسے کے واسطے — گہنے مرصع کار ہیں پیسے کے واسطے

خوشبو کے پھول ہار ہیں پیسے کے واسطے — سب نقش و نگار ہیں پیسے کے واسطے

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے

پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

جوڑے ہیں جو بہار میں پیسے کے واسطے	گہنے مرصع کار ہیں پیسے کے واسطے
خوشبو کے پھول ہار ہیں پیسے کیواسطے	سب نقش اور نگار ہیں پیسے کیواسطے

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

رونق بہار ہوتی ہے پیسے سے سب قبول	اور جو نہووے چہرہ پہ اڑتی ہے خاک دھول
پیسا ہی ساری چیز ہے پیسا ہی مرد مول	[illegible] جہان ہیچ نا قبول

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسا ہی بس بناتا ہے انسان کی بات کو	پیسا ہی زیب دیتا ہے بیاہ اور برات کو
بھائی سگا بھی آکے نہ پوچھے نہ بات کو	بن پیسے یکو دو لہا ہے آدھی رات کو

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے نے جس مکان میں بچھایا ہے اپنا جال	پھنستے ہیں اس مکان میں فرشتوں کے پر و بال
پیسے کے آگے کیا ہیں	

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

تیغ و سپر اٹھاتے ہیں پیسے کے واسطے	تیر و سناں لگاتے ہیں پیسے کے واسطے
میداں میں زخم کھاتے ہیں پیسے کیواسطے	بانک کہ سر کٹاتے ہیں پیسے کے واسطے
پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

عالم میں جبر کرتے ہیں پیسے کے زور سے | بنیاد دیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے
دوزخ میں فیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے | جنت کی سیر کرتے ہیں پیسے کے زور سے

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

دنیا میں دیندار کہانا بھی نام ہے | پیسا جہاں ہے بیچ وہ قائم مقام ہے
پیسا ہی جسم جان ہے پیسا ہی کام ہے | پیسے ہی کا لحاظ ہے آدم غلام ہے

پیسا ہی رنگ و روپ ہے پیسا ہی مال ہے
پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے

پیسے کی عزت

[illegible] بان جسکے میاں ہاتھ لگا پیسے کا | اسنے تیار ہر اک ٹھاٹھ کیا پیسے کا
گھر بھی پاکیزہ عمارت سے بنا پیسے کا | کھانا بھی آرام سے کھانے کو ملا پیسے کا

کپڑا ان کا بھی ملا زیب سزا پیسے کا

جب ہوا پیسے [illegible] | عشرتیں پاس ہوئیں دور ہوئی [illegible]
واہ جب مال ہوئے دودھ دہی موہن بھوگ | دلکو آنند ہوئی بھاگ گئے روگ اور دھوگ

ایسی خوبی ہے جہاں آنا ہوا پیسے کا

سنا تھا اب دو بیت آکے ان جوبن گلشن [illegible] | واں سرو و سمن و لالہ و گل کو دیکھا
پوچھا اس سے کہ یہ ہے باغ بتاؤ کس کا | اسنے جب گل کی طرح ہنس دیا اور مجھ سے کہا

مہرباں مجھ سے یہ کم بخت ہوا پیسے کا

یہ تو کیا اور بڑے ایسے ہیں جو باغ و چمن	ہیں کھلے کیاریوں میں نرگس و نسرین و سمن
حوض فوارے سبھی بنگلوں میں بھی پردے چلون	جا بجا قمری و بلبل کی صدا شور افگن

وان بھی دیکھا تو فقط گل ہے کھلا پیسے کا

وان کوئی آیا لئے ایک مرصع پنجرا	لا دستار دوپٹا بھی ہرا جوں طوطا
اسمیں اک بیٹھی وہ مینا کہ ہو بلبل بھی فدا	میں نے پوچھا یہ تمہارا ہے رہا وہ چپکا

نکلی منقار سے مینا کے صدا پیسے کا

وان سے نکلا تو مکاں اک نظر آیا ایسا	در و دیوار سے چمکے تھا پڑا آب طلا
سیم چونے کی جگہ اسکے تھا اینٹوں میں لگا	واہ وا کر کے کہا میں نے یہ ہوگا کسکا

عقل نے جب مجھے چپکے سے کہا پیسے کا

خوبیاں پیسے کی اے یارو کہوں میں کیا کیا	دل اگر سنگ سے بھی اسکا زیادہ تھا کڑا

موم سا ہو گیا جب نام سنا پیسے کا

دام میں دام کے یارو جو مرا دل ہے اسیر	اسلئے ہوتی ہے یہ مری زباں سے تقریر
جی بھی خوش رہتا ہے اور دل بھی بہت عیش پذیر	جسقدر ہو سکا میں نے کیا تحریر نظیر

وصف آگے میں لکھوں تا بکجا پیسے کا

کوڑی کے سب جہاں میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

اے مفلس اور فقیر سے تا شاہ اور وزیر
کوڑی وہ دلربا ہے کہ ہے سب کو دلپذیر
دیتے ہیں جان کوڑی پہ طفل و جوان و پیر
کوڑی عجب ہی چیز ہے میں کیا کہوں نظیر
کوڑی کے سب جہاں میں نقش و نگین ہیں
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں

35

مفلسی کا بیان

جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اسکو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی
بھوکا تمام رات سلاتی ہے مفلسی
یہ دکھ وہ جانے جس پہ کہ آتی ہے مفلسی

کہئے تو اب حکیم کی سب سے بڑی ہے شان
تعظیم جسکی کرتے ہیں نواب اور خان
مفلس ہوئے تو حضرت لقمان کیا ہے یاں
عیسیٰ بھی ہو تو کوئی نہیں پوچھتا میاں
حکمت حکیم کی بھی ڈبوتی ہے مفلسی

جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں
مفلس ہوئے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں
پوچھے کوئی الف تو اسے بے بتاتے ہیں
وہ جو غریب و غربا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
انکی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی

مفلس کرے جو آنکے محفل کے بیچ حال
سب جانیں روٹیوں کا یہ ڈالا ہے اجال

گر گر پڑے تو کوئی نہ لیوے اسے سنبھال | مفلس میں ہو [illegible] اگر علم و کمال

سب خاک بیچ آکے ملاتی ہے مفلسی

جب روٹیوں کے بٹنے کا آکر پڑے شمار | مفلس کو دیویں ایک تو انگر کو چار بار

گر اور مانگے وہ تو اسے جھڑکیں بار بار | اس مفلسی کا آہ بیان کیا کروں میں یار

مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر | دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر

ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر | جس طرح کتے لڑتے ہیں اک استخوان پر

ویسا ہی مفلسونکو لڑاتی ہے مفلسی

کرتا نہیں حیا سے جو کوئی وہ کام آہ | مفلس کرے ہے اسکے تئیں التزام آہ

سمجھے نہ کچھ حلال نہ جانے حرام آہ | کہتے ہیں جسکو شرم و حیا ننگ و نام آہ

وہ سب حیا و شرم اڑاتی ہے مفلسی

یہ مفلسی وہ شے ہے کہ جس گھر میں بھر گئی | پھر جتنے گھر تھے سب میں اسی گھر کے در گئی

زن بچے روتے ہیں گویا نانی گذر گئی | ہمسایہ پوچھتے ہیں کہ کیا دادی مر گئی

بن مردے گھر میں شور مچاتی ہے مفلسی

لازم ہے گر غمی میں کوئی شور غل مچائے | مفلس بغیر غم کے بھی کرتا ہے ہائے ہائے

مر جاوے گر کوئی تو کہاں سے اسے اٹھائے | اس مفلسی کی خواریاں کیا کیا کہوں میں ہائے

مردے کو بے کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

کیا کیا میں مفلسی کی کہوں خواری پھکڑیاں | جھاڑو بغیر گھر میں بکھرتی ہیں [illegible]

مفلس کے ساتھ سب کے تئیں بیحجابی ہے | مفلس کی جورو سچ ہے کہ ہاں سبکی بھابی ہے

عزت سب اُسکے دل کی گداتی ہے مفلسی

کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل | کوئی گدھا کہے اسے ٹھہراوے کوئی بیل

کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل | منہ خشک دانت زرد بدن پر جمائے میل

سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

ہر آن دوستوں کی محبت گھٹاتی ہے | جو آشنا ہیں اُنکی تو الفت گھٹاتی ہے

اپنے کی مہر غیر کی چاہت گھٹاتی ہے | شرم و حیا و عزت و حرمت گھٹاتی ہے

ہاں ناخن اور بال بڑھاتی ہے مفلسی

جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہاں رہی | وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہاں رہی

کپڑے پھٹے تو لوگوں میں عزت کہاں رہی | تعظیم اور تواضع کی بابت کہاں رہی

مجلس کی جوتیوں پہ بٹھاتی ہے مفلسی

رکھتی نہیں کسیکی یہ غیرت کی آن کو | سب خاک میں ملاتی ہے حرمت کی شان کو

سب محنتوں میں اسکی کھپاتی ہے جان کو | چوری پہ آکے ڈالے ہے مفلس کے دھیان کو

آخر ندان بھیک منگاتی ہے مفلسی

دنیا میں لیکے شاہ سے اے یار و تا فقیر | خالق نہ مفلسی میں کسیکو کرے اسیر

اشراف کو بناتی ہے اک آن میں حقیر | کیا کیا میں مفلسی کی خرابی کہوں نظیر

وہ جانے جسکے دل کو جلاتی ہے مفلسی

مفلسی

رکھ بوجھ سر پہ نکلا اشتر ملا تو ایسا ۔ پھرا خرابیوں نے لشکر ملا تو ایسا
بڑھ گئے جو بال سر کے افسر ملا تو ایسا ۔ مفلس کا زرد چہرہ جو زر ملا تو ایسا
آنسو جو غم سے ٹپکا گوہر ملا تو ایسا

جب مفلسی کا آکر سر پر پڑا ہے سایا ۔ پھرتا ہے مرد کیا کیا در در خراب رسوا
بنتا ہے مفلسی میں مفلس کا آئینہ نقشا ۔ پورا ہنر جو سیکھا تو بھیک مانگنے کا
یہ بدنصیبی دیکھو جوہر ملا تو ایسا

مفلس نے گرچہ مر کر کی نوکری کسی کی ۔ کیسی ہی محنتیں کیں لیکن طلب نہ پائی
جدھر کو ہاتھ ڈالا پائی نہ پھوٹی کوڑی ۔ کی عاشقی تو سر پر ہے اک سڑی سی ٹوپی
سودا بھی اپنے سے لے دلبر ملا تو ایسا

آخر کو تنگ ہو کر جب مفلسی کے مارے ۔ چیلا ہوا کسی کا اور پہنے سیلی تاگے
والنے سوا لنگوٹی ہرگز نہ پائی اسنے ۔ دلکو دلائی جھاڑو سب کو منگائے ٹکڑے
مفلس کو پیر و مرشد رہبر ملا تو ایسا

آٹا ملا تو ایندھن چولھا دیا ندارد ۔ روٹی پکائے کس پر گھر میں توا ندارد
گر ٹھیکرے پہ تھوپے تو پھر توا ندارد ۔ نو چھید پیندی غائب جس پر گلا ندارد
پانی کا گرمیوں میں جھجھر ملا تو ایسا

قلئے پلاؤ زردے دودھ اور ملائی کھوئے ۔ پوری کچوری لڈو سب مفلسی نے کھوئے

سب کچھ ہوا میسر دن رات روے دھووے ۔۔ یا خشک ٹکڑے چابے یا پانی بھگووے

سوکھا ملا تو ایسا اور تر ملا تو ایسا

کمخواب تاش مشروع تن زیب خاصہ ململ ۔۔ سب مفلسی کے ہاتھوں گئے اپنے ہاتھ مل

پگڑی رہی نہ جامہ پٹکا رہا نہ آنچل ۔۔ لے ٹاٹ کی قبا پر جوڑا پرانا کمل

ابرا ملا تو ایسا استر ملا تو ایسا

چرپائی بیچ کھائی اور بان کو جلا کر ۔۔ روٹی پکائی رو رو اور کھائی آہ بھر بھر

سونے کے وقت جھنکا گدڑا رہا نہ چادر ۔۔ گھٹنے پہ سر کو رکھکر سوئے فقط زمیں پر

تکیہ ملا تو ایسا بستر ملا تو ایسا

جو صبح اور سورج جب آکے منہ دکھاوے ۔۔ لے شام تک اسی کے گھر بیچ دھوپ جاوے

آندھی چلے تو گھر میں سب خاک دھول جاوے ۔۔ برسے جو مینہ تو باہر اک بوند پھر نہ جاوے

پھوٹے نصیب د[illegible] چھپر ملا تو ایسا

جس دل جلے کے اوپر دن مفلسی کے آئے ۔۔ پھر دور بھاگے اس سے سب اپنے اور پرائے

آخر کو مفلسی نے یہ دکھ اسے دکھائے ۔۔ کھانا جہاں تھا بٹتا واں جا کے دھکے کھائے

کمبخت کو جو کھانا اکثر ملا تو ایسا

تعظیم تھی ہر اک جا تھا پاس جب تلک زر ۔۔ مفلس ہوا تو کوئی دیکھے نہ پھر نظر بھر

کپڑے پھٹوں سے بیٹھا جس بزم میں وہ جاکر ۔۔ سب فرش سے اٹھا کر بٹھلایا جوتیوں پر

مفلس کو ہر مکاں میں آدر ملا تو ایسا

ہر جھونپڑی میں شور ہے ہر گھر میں ہائے ہائے | کہتے ہیں یار دوڑیو جلدی [illegible]

پاکھے چھپت سو گئے چھپر پھسل پڑا

یا تنک ہر مکاں کی پھسلنی [illegible] پڑی نہیں | نکلے جو گھر سے اسکو پھسلنے کا ہے یقین

مفلس غریب پر ہی یہ موقوف کچھ نہیں | کیا فیل کا سوار ہے کیا پالکی نشین

آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر ادھر کو یہی غل پکار ہے | کوئی پھنسا ہے اور کوئی [illegible] میں خوار ہے

پیادہ اٹھا جو مر کے تو کیچڑ سوار ہے | گر کر کھو دھوم دھام یہ کچھ بیشمار ہے

جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا خر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا | کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا

رستے کے بیچ پاؤں کسیکا رپٹ پڑا | اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ بچا

وہ اپنے گھر کے صحن میں آ کر پھسل پڑا

کرتی ہے گرچہ سب کو پھسلنی زمیں خوار | عاشق کو پر دکھاتی ہے [illegible] کچھ لہو ہی بہار

چکنی زمیں اس پہ یہ کیچڑ ہے بیشمار | لیکن ہی ہوشیار ہو پھسلے ہے ایک بار

نوکر کا بس نہ اس میں نہ آقا کا اختیار | کوچے گلی میں ہم نے جو دیکھا ہے کتنی بار

آقا جو ڈگمگایا تو نوکر پھسل پڑا

کیچڑ کے ہر مکاں سے تو بچنا بہت بڑا | کچھ تو اندھیری رات تھی اور کالی تھی گھٹا

گاتا ہے ... کوئی جھولے پہ کر کے پھیرا
ماروجی آج کیجے یاں رین کا بسیرا
ہے خوش کسی کو آ کر ہے درد و غم نے گھیرا
منہ زرد بال بکھرے اور آنکھوں میں اندھیرا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

بیٹھے ہیں کتنے خوش ہو اونچے جھروکے بنگلے
پیتے ہیں اور کھاتے اور دیتے ہیں جھنگلے
کتنے پھریں ہیں باہر بچوں کو اپنے سنگ لے
سب شاد ہو رہے ہیں عمدہ غریب کنگلے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنوں کو محلوں اندر ہے عیش کا نظارا
یا سائبان ستھرا یا بانس کا اسارا
کرتا ہے سیر کوئی کوٹھے کا لے سہارا
مفلس بھی کر رہا ہے پولے تلے گزارا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

چھت گرنے کا کسی جا غل شور ہو رہا ہے
دیوار کا بھی دھڑکا کچھ ہوش کھو رہا ہے
در در حویلی والا ہر آن رو رہا ہے
مفلس سو جھونپڑے میں دلشاد ہو رہا ہے
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

مدت سے ہو رہا ہے جس کا در پرانا
اٹکے ہے انگنائیں ہر آن چھت پجانا
کوئی پکارتا ہے ٹک موری کھول آنا
کوئی کہے ہے چل بھی کیوں ہو گیا دوانا
کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

اس رت میں ہیں جہاں تک گلزار بھیگتے ہیں
صحرا و جھاڑ بوٹے کہسار بھیگتے ہیں
شہر و دیار کوچہ و بازار بھیگتے ہیں
نیچے نہا رہے ہیں سر بار بھیگتے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کیچڑ سے ہو رہی ہے جس جا زمیں پھسلنی
پھسلا جو پاؤں پگڑی مشکل ہے پھر سنبھلنی
مشکل ہوئی ہے والنے ہر اک کو راہ چلنی
جوتی گری تو اس نے کیا تاب پھر نکلنی

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کتنے تو کیچڑوں کی دلدل میں پھنس رہے ہیں
کتنے اٹھے ہیں مر مر کتنے اکس رہے ہیں
کپڑے تمام گندے دلدل میں بس رہے ہیں
وہ دکھ میں پھنس رہے ہیں اور لوگ ہنس رہے ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

کہتا ہے کوئی گر کر ہے اے خدایا بیچو
کوئی ہاتھ اٹھا پکارے ہے مجکو ہائے بیچو
کوئی ڈگمگا کے ہردم کہتا ہے وائے بیچو
کوئی شور کر پکارے گرنے نہ پائے بیچو

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

گر کر کسی کے کپڑے دلدل میں ہیں معطر
اک دو نہیں پھسلتے ہیں آن اکثر
پھسلا کوئی کسی کا کیچڑ میں منہ گیا بھر
ہوتے ہیں سینکڑوں کے سر نیچے پاؤں اوپر

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

یہ رت وہ ہے جس میں خورد و کبیر خوش ہیں
ادنیٰ غریب مفلس شاہ و وزیر خوش ہیں
زن مرد لڑکے بالے برنا و پیر خوش ہیں
جتنے ہیں اب جہاں میں سب اے نظیر خوش ہیں

کیا کیا مچی ہیں یارو برسات کی بہاریں

برسات کا تماشا

اہلِ سخن کو ہیگا اک بات کا تماشا
اور عارفوں کی خاطر ہے ذات کا تماشا

دنیا کے صاحبوں کو دولت کا تماشا
ہم دل جلوں کو ہیگا سب گھات کا تماشا

آ بھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

خورشید گرم ہو کر نکلا ہے اپنے گھر سے
لیتا ہے موں بادل کر کر تلاش زر سے

آئی ہے باد لیکر بادل کو ہر نگر سے
آدھے اساڑھ تو اب دشمن کے گھر بھی برسے

آ بھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

قاصد صبا کے دوڑے ہر طرف منہ اٹھا کر
ہر کوہ و دشت کو بھی کہتے ہیں یوں سنا کر

ہاں سبزے جوڑے پہنو ہر دم نہا نہا کر
کوئی دم کو میگھ راجا دیکھے گا سب کو آ کر

آ بھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

جب یہ نوید پہونچی صحرا میں ایکباری
ہونے لگی وہاں پھر برسات کی تیاری

چشمے نہیں کوہ کے بھی ہوئی سبکی انتظاری
موسم کے جانور بھی آتے ہیں باری باری

آ بھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ساون نے بادلوں سے پھر آ گھٹا جو چھائی
بجلی نے اپنی صورت پھر آن کر دکھائی

ہو مست رعد گرجا کوئل کی کوک آئی
بدلی نے کیا مزے کی رم جھم جھڑی لگائی

آ بھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

جن صاحبوں کے دلکو کچھ عیش سے ہے بہرا
وہ اس ہوا میں جا کر دیکھیں ہیں کوہ [illegible]

بنگلے سجھو ہر جا اونچے چھوائے زردے	پکوان تازے خاصے پلاؤ زردے
برسے ہے ابر باراں کھلوا دیے ہیں بردے	میوے مٹھائی انبہ انگور اور سردے

آبھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

آگے دوکان کے نالا ہے موج مار چلتا	عالم طرح طرح کا آگے سے ہے نکلتا
کوئی چھکتا پانی اور کوئی ہے پھسلتا	ٹھٹھا ہے اور مزا ہے آب عیب ہے ڈھلتا

آبھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

معمور ہیں جہاں کے سب تال اور تلیاں	سب بھر رہا ہے پانی اور سیر ہیں نہریاں
اور ڈالیاں چمن کی بوندوں سے جھک رہیاں	سب جھوٹتے ہیں بوٹے کلیاں چٹک رہیاں

آبھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ہے جو نظیر جنکی دھومیں اور مستیاں ہیں	سب سے زیادہ انکو اب عیش مستیاں ہیں
عارف کے دل سے پوچھو تو حق پرستیاں ہیں	شعروں سے موتیوں کی بوندیں برستیاں ہیں

آبھائی چل کے دیکھیں برسات کا تماشا

ماں اوڑھنی کو بابا پگڑی کو کھینچ ڈالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو کوئی چیز دیوے نت ہاتھ اوٹتے ہیں
بابا کی مونچھ ماں کی چوٹی گھسوٹتے ہیں

گڑ بیر سولی گاجر سے منہ میں گھوٹتے ہیں
گردوں میں اٹ رہے ہیں خاکوں میں لوٹتے ہیں

کچھ مل گیا سو پی لے کچھ بن گیا سو کھالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

جو ان کو دو سو کھالیں پھیکا ہو یا سلونا
جیسا ہے نیند آئی پروا ہے ان کو سونا

ہیں بادشہ سے بہتر جب مل گیا کھلونا
پروا نہ کچھ پلنگ کی نے چاہیے بچھونا

بھونپو کوئی بجالے پھرکی کوئی پھرالے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

یہ بالے پن کا یارو عالم عجب بنا ہے
اور سچ اگر یہ پوچھو تو بادشاہ بھی کیا ہے

یہ عمر وہ ہے اس میں جو ہے سو بادشا ہے
اب تو نظیر میری سب کو یہی دعا ہے

جیتے رہیں سبھوں کے آس اور مراد والے
کیا عیش لوٹتے ہیں معصوم بھولے بھالے

ایام طفلی

کیا وقت تھا وہ ہم تھے جب دودھ چھوڑے
اپنی بہن کالے ٹیکے ہاتھوں میں نیلے کوڑے

ہر آن آنچلوں کے معمور تھے کٹورے
یا چاند سی ہو صورت یا سانولے و گورے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

گل کی طرح سے ہر دم سینے پہ پھولتے ہیں
پی پی کے دودھ ماں کا خوش ہو کے جھولتے ہیں
ماں باپ ان کی خاطر سر پر قبولتے ہیں
ہاتھوں پہ کھیلتے ہیں جھولوں میں جھولتے ہیں

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

نے دوستی کسی سے نے دل میں اُن کے کینا
جانیں نہ بے قرینا نے سمجھیں کچھ قرینا
نے گرمیوں سے واقف نے جلنے نے پسینا
چھاتی سے ماں کی لپٹے خوش ان کو دودھ پینا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

جو دیکھے ان کی صورت لے پیار سے کھلاوے
ہاتھوں او پر اچھالے اور چھیڑ کر ہنساوے
چومے کبھی دہن کو چھاتی کبھی لگاوے
کوئی چوسنی منہ میں دیوے کوئی جھنجھنا بجاوے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

چھوٹا سا کوئی انگا کرتا نکالتا ہے
یا چھوٹی چھوٹی ٹوپی سر پر سنبھالتا ہے
ماں دودھ ہے پلاتی اور باپ پالتا ہے
نانا گلے لگاوے دادا اچھالتا ہے

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

کیا عمر ہے عزیزو اور کیا یہ وقت ہے گا
جب گھٹنیوں پہ آئے پھر اور کچھ تماشا
پاؤں چلے تو واں سے پھر اور پیار ٹھہرا
سب زندگی کا حظ ہے اُن کو نظر آیا

کیا سیر دیکھتے ہیں یہ طفل شیر خورے

زور کی خوبی اور طاقت کے کھیل

زور جب تک کہ ہمارے بدن و تن میں رہا — ہضم تھی دم میں اگر کیسی ہی اثقل تھی غذا
کھوندے گلزار و چمن گلشن و باغ و صحرا — دوڑے ہر سیر و تماشے میں خوشی سے ہر جا
زور کی خوبیاں لاکھوں میں کہوں میں کیا کیا

عیش و عشرت کے ہیں جتنے وہ سب زور میں ہیں — خرمی خوشدلی و عیش و طرب زور میں ہیں
لذتیں فرحتیں کیا کہئے عجب زور میں ہیں — زندگانی کے مزے جتنے ہیں سب زور میں ہیں
سچ ہے یہ بات کہ ہے زور ہی میں سارا مزا

جب سے کمزور ہیں جب سے ہوا یہ احوال — سستی و ضعف و نقاہت کی چڑھائی ہے کمال
ہوگئے سب وہ اچھل کود کے نقشے پامال — اب جو چاہیں کہ چلیں پھر بھی اسی طور کی چال
قصد کرتے ہیں بہت پر کوئی جاتا ہے چلا

پانی پیتے ہیں تو بلغم وہ ہوا جاتا ہے — اور دہی چکھیں تو چھینکوں کا بندھا [illegible]
پیویں شربت تو ہوا زد گیاں وہ لاتا ہے — اور جو کم کھائیں تو پھر ضعف سے غش آتا ہے
پیٹ بھر کھائیں تو پھر چاہئے چورن کو ٹکا

راہ چلنے میں یہ کچھ ضعف سے ہوتے ہیں نڈھال — ہر قدم آتے ہیں پابوس کو سو رنج و ملال
اور جو تند ہوا چلنے لگی تو فی الحال — چلنی پڑتی ہے پھر اس وقت تو [illegible] کے چال
جیسے کیفی کوئی چلتا ہے بہت پی کے نشا

بوڑھاپے کی تعریف

کیا قہر ہے یارو جسے آ جائے بڑھاپا
اور عیش و جوانی کے تئیں کھائے بڑھاپا

عشرت کو ملا خاک میں غم لائے بڑھاپا
ہر کام کو ہر بات کو ترسائے بڑھاپا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

جو لوگ خوشامد سے بٹھاتے تھے گھڑی دیر
اور شوق کی باتوں سے نہ ہوتے تھے کبھی سیر

سو آکے بڑھاپے نے کیا ہائے یہ اندھیر
جو دوڑ کے ملتے تھے سو اب لیتے ہیں منہ پھیر

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تھے جب تلک ایام جوانی کے ہرے روکھ
میل ملاقات کی کم ہوتی نہ تھی بھوکھ

بیٹھے تھے پرند آنکے جب تک تھا ہرا روکھ
اب کیا ہے جو پت جھڑ ہوا اور جڑ بھی گئی سوکھ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

بیٹھے جو دوست بہت اپنے مگر تھے وہ زبانی
کچھ کام مگر ہائے نہ نکلا کوئی جانی

مر جائیں تو اب منہ میں نہ ڈالے کوئی پانی
کس دکھ میں ہمیں چھوڑ گئی ہائے جوانی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

یاد آتے ہیں ہمکو وہ جوانی کے جو ہنگام | وہ صحت وہ ہمت وہ عیش وہ آرام
ان سب میں جو دیکھا تو نہیں ایک کا اب نام | کیا ہم پہ ستم کر گئی یہ گردش ایام

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

اب آکے بوڑھاپے نے کئے ایسے ادھورے | پر جھڑ گئے دم اڑ گئی پھرتے ہیں لنڈورے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کیا یار الٹ ہم سے گیا ہائے زمانا | جو شخص کہ تھے اپنی نگاہوں میں نشانا
چھیڑے ہے کوئی ڈال کے دادا کا بہانا | ہنس کر کوئی کہتا ہے کہاں جاتے ہو نانا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

[illegible] | کھینچے ہے کوئی [illegible] لکڑی
بیٹے کہیں [illegible] کہیں جاتے ہیں پکڑی | ڈاڑھی کو پکڑ کھینچے کوئی جھاڑے ہے لکڑی

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

پنگھٹ کو ہماری اگر اسواری گئی ہے | تو واں بھی لگی ساتھ ہی خواری گئی ہے
ہنس کے کہتی ہوئی بھٹیاری گئی ہے | لو دیکھو بڑھاپے میں یہ مت ماری گئی ہے

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

ہے جھانولی تالی ! زنانو نہیں جو چرچا
داڑھی کی جگت بولے کوئی آنکھ کو مٹکا

گر انہیں کبھی جاویں تو ہے ستم آتا
ٹھٹھے سے کوئی کہتی ہے آ مرے دادا

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بڑھاپا

دریا کے تماشے کو اگر جائیں تو یارو
اور ہنس کے شرارت سے کوئی پوچھے ہے بڑھو

کہتا ہے ہر اک دیکھنے جاتے ہو ان کو
کیوں خیر ہے کیا خضر سے ملنے کو چلے ہو

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

کرتے تھے جوانی میں تو سب آپ سے آ چاہ
یہ قہر بوڑھاپے نے کیا آہ نظیر آہ

اور حسن دکھاتے تھے وہ سب آ کے دلخواہ
اب کوئی نہیں پوچھتا اللہ سے اللہ

سب چیز کو ہوتا ہے برا ہائے بوڑھاپا
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے بوڑھاپا

تن کا جھونپڑا

یہ تن جو ہے ہر اک اتارے کا جھونپڑا
اس سے ہے بادشہ کے نقارے کا جھونپڑا

اس سے ہے اب بھی سب کے سہارے کا جھونپڑا
اس میں ہی ہے فقیر بچارے کا جھونپڑا

اپنا نہ مول کا نہ اجارے کا جھونپڑا
بابا یہ تن ہے دم کے گزارے کا جھونپڑا

اسمیں ہی بھولے بھالے اسی میں ہی سیانے ہیں
اسمیں ہی دشمن اسمیں ہی اپنے لگانے ہیں

اسمیں ہی ہوشیار اسمیں دوانے ہیں
[illegible] تماشا جھونپڑا

یاں آدمی ہی ... وجواہر ہیں بے بہا | اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہے ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ الٹا ہے جوں توا | گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا ہے چاند کا

بد شکل بدنما ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک آدمی ہیں جنکے یہ کچھ زرق برق ہیں | روپے کے ان کے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں | کمخواب تاش شال دوشالوں میں غرق ہیں

اور چیتھڑوں لگا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اک ایسے ہیں کہ جنکے بچھے ہیں نئے پلنگ | پھولوں کی سیج انپہ جھمکتی ہیں تازہ رنگ
دولت کی ان کے گھر میں بہتا ہے یار گنگ | سو سو طرح سے عیش کے کرتے ہیں رنگ ڈھنگ

اور خاک میں پڑا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

مرنے میں آدمی ہی کفن کرتے ہیں تیار | نہلا دھلا اٹھاتے ہیں کاندھے پہ کر سوار
کلمہ بھی پڑھتے جاتے ہیں اور روتے ہیں زار زار | سب آدمی ہی کرتے ہیں مردے کے کاروبار

اور وہ جو مر گیا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

اشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر | ہیں آدمی ہی صاحب عزت بھی اور حقیر
یاں آدمی مرید ہے اور آدمی ہی پیر | اچھا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر

اور سب میں جو برا ہے سو ہے وہ بھی آدمی

تندرستی اور آبرو

ہیں مرد اب وہی کہ جنہوں کا ہے فن درست | حرمت انہیں کے واسطے جنکا چلن درست
رہتا نہیں کسی کا سدا مال دھن درست | دولت رہی کسی کی نہ باغ و چمن درست

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

سرحد [illegible]

دنیا میں اب نہیں تنہا ہے بادشاہ
جن پاس تندرستی و حرمت کی ہو سپاہ
جنکے بدن درست ہیں دن رات حال واہ واہ
الیسی پھر اور کونسی دولت ہے واہ واہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جو گھر میں اپنے میری و حشمت پناہی ہے
یہ تندرستی یارو بڑی بادشاہی ہے
بن تندرستی سب وہ خرابی تباہی ہے
پوچھے تو عین یہ فضل الٰہی ہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

گر دولتوں سے اسکا بھرا ہے تمام گھر
ہو تندرست گرچہ یہ مفلس ہے سر بسر
بیمار ہے تو خاک ہے بدتر ہے سب وہ زر
پھر اسکا خوف نہ ہرگز کسیکا ڈر

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بے زر ہو یا امیر ہو پر تندرست ہو
قیدی ہو یا [illegible] ہو پر تندرست ہو
عاجز ہو یا فقیر ہو پر تندرست ہو
[illegible] ہو یا [illegible] ہو پر تندرست ہو

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

اسمیں تمام ختم ہیں عالم کی خوبیاں
قسمت سے جسکے [illegible]
ہو تندرستی اور ملے حرمت سے آب و ناں
پھر ایسی کونسی دولت ہے [illegible] جان

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

پروا نہیں اگرچہ لکھا یا پڑھا نہو — محتاج جز خدا کے کسی اور کا نہ ہو

حسن و جمال و دبدبۂ و غلغلہ نہو — اک تندرستی چاہیے کچھ ہووے یا نہو

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست

اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

بیمار گرچہ لاکھ طرح سے ہو بادشاہ — تو اسکو جانئے یہ گدا سے بھی ہے تباہ

ہم تو اسی کو شاہ کہیں اور جہاں پناہ — اب جسکا تن درست ہو حرمت سے ہو نباہ

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست

اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ہوں گرچہ لاکھ دولتیں بیمار کے کنے — اور نعمتوں کے ڈھیر لگے ہوں بنے ٹھنے

بہتر ہیں مفلسی کے میاں چابنے چنے — جو تندرست ہیں وہی دولہا ہیں اور بنے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست

اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

جب تندرستیوں کی رہیں دل میں بستیاں — پھر سو طرح کی عیش اور [illegible] پرستیاں

کھانے کو نعمتیں ہوں و یا فاقہ مستیاں — سب عیش اور مزے ہیں جو ہوں تندرستیاں

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست

اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آنکھوں کسی مرض نے جو ٹک ہی ہے دبا لیا — کھانے کا کچھ نہ لطف نہ جینے کا ہے مزا

جب تک تھے تندرست تو خوش رہتے تھے سدا — جو مل گیا سو پی لیا چاہا سو کھا لیا

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست — اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

آیا جو دل میں سیر چمن چلے گئے	بازار چوک سیر تماشے میں [illegible] ہوئے
بیٹھے اٹھے خوشی میں ہر اک جا چلے پھرے	جاگے مزے میں رات کو خوش ہو کے سو رہے

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

ادنیٰ ہو یا کہ اعلیٰ تونگر ہو یا فقیر	یا بادشاہ شہر کا یا اس کا وزیر
ہے سب کو تندرستی و حرمت ہی دلپذیر	جو تو نے اب کہا سو یہی سچ ہے اے نظیر

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست
اللہ آبرو سے رکھے اور تندرست

صحت و حرمت

دکھ کی دولت ہو تو اسکو بھی تباہی بوجھئے	سکھ سے رہنا خلق میں خوش دستگاہی بوجھئے
روشنی کو غم کی ہر جا گہ سیاہی بوجھئے	صحت و حرمت کو نت حشمت پناہی بوجھئے

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھئے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھئے

صحت و حرمت سے گر اللہ یاں کر دے نباہ	اس برابر کونسا ہے پھر جہاں میں عز و جاہ
اب جو ہم اس بات کے رتبہ کو کرتے ہیں نگاہ	کیا کسی عاقل نے یہ نکتہ کہا ہے واہ واہ

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھئے — آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھئے

اسکے سب محتاج ہیں اب شاہ سے لے تا گدا	جسم سے تن سالم رہے اور پیٹ حرمت سے بھرا
آبرو اور تندرستی جسکو حق نے کی عطا	پھر جہاں میں اس سا بادشاہ کونسا ہے بادشاہ

[1] قدرت سے یہ جوش کی [illegible] ہر ایک [illegible] — جب تک یہ کل ہے [illegible]
گر ہو خدا نخواستہ [illegible] پھر نہ خوشی نہ عیش نہ کچھ زندگی کا پھل

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے	
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے	

دولتیں جتنی ہیں سب ان دوستوں سے ہیں تلے	آبرو اللہ رکھے اور عمر عزت سے کٹے
عزت و حرمت بڑی دولت ہے اللہ سب کو دے	ہر گھڑی ہر آن ہر دم خلق میں پیارے رہے

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

آبرو دنیا میں یارو موتی کی سی آب ہے	تندرستی اور بھی پھر عیش کا اسباب ہے
جس کے کہنے ہے یہ اسکا سب ادب آداب ہے	نہ رہیں یہ زندگی تو پھر خیال و خواب ہے

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

ہیں جہاں تک خلق میں پیر و جوان خرد و کبیر	عالم و فاضل گدا و بادشہ میر و وزیر
کیا تو انگر کیا غنی کیا بینوا اور کیا فقیر	سب جہاں میں ہیں اسی نکتے کے قائل اے نظیر

تندرستی کو نپٹ فضل الٰہی بوجھیے
آبرو سے جگ میں رہنا بادشاہی بوجھیے

مذمتِ دُنیا

یہ پیکھ عجب ہے دنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے	یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے پکوان مٹھائی بٹتی ہے	جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا ہے نہ بھٹی ہے

غل شور ہولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے ــ دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی تاج خریدے میں ہنس کر کوئی تخت ظفر اٹھاتا ہے | کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی گدڑی اوڑھ سجاتا ہے
کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی ناتی پوت کہاتا ہے | جب دیکھا خوب تو آخر کو نے رشتہ ہے نے ناتا ہے

غل شور ہیولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی پھولکے بیٹھے مسند پر کوئی اپنی دولت کو | کوئی بولے اپنا مجھسے تو اور میرا ہو سو [illegible]
کوئی لڑتا ہے کوئی مرتا ہے کوئی جھگڑے حق پر [illegible] | جب دیکھا خوب تو آخر کو کچھ لینا ایک نہ دینا دو

غل شور ہیولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

رمال نجومی عامل ہے اور فاضل ملا سیانا ہے | کوئی عاقل کامل دانا ہے کوئی مست پڑا دیوانا ہے
تعویذ فلیتا فال فسوں اور جادو منتر لانا ہے | جب دیکھا خوب تو آخر کو سب حیلہ مکر بہانا ہے

غل شور ہیولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی لوٹنے کو چھچے گلیوں میں تیار کسیکا ڈیرا ہے | کوئی باغ کنواں بنواتا ہے اور گھر کسی گھیرا ہے
نت قضیے جھگڑے رہتے ہیں یہ میرا ہے یہ تیرا ہے | جب دیکھا خوب تو آخر کو میرا ہے نے تیرا ہے

غل شور ہیولا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

کوئی [illegible] توپ بناتا ہے کوئی باندھ پھرا عمامہ ہے | کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نہ پٹکا ہے نہ جامہ ہے
[illegible] اب گزری اور گاڑھے کا مت قصہ ہے ہنگامہ ہے | جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ پگڑی ہے نہ جامہ ہے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

اب کس کا رنگ برا کہئے اور کس کا روپ بھلا کہئے
اکرم کی پیٹھ لگی ہے یہ اب وہ مزا چکھا کہئے
یہ سیر تماشا دیکھ نظر اب جا کہئے بیجا کہئے
کچھ بات نہیں بن آتی ہے چپ چاپ پہیلی کیا کہئے

غل شور ہوا آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹی ہے
ہم دیکھ چکے اس دنیا کو یہ دھوکے کی سی ٹٹی ہے

تماشائے دنیا

یہ جتنا خلق میں اب جا بجا تماشا ہے
جو غور کی تو یہ سب ایک کا تماشا ہے
بجا نو کم اسے یارو بڑا تماشا ہے
جدھر کو دیکھو ادھر اک نیا تماشا ہے
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

مرے یہ دیکھ تماشے نہیں ہیں ہوش بجا
کسے بتاؤں میں سیدھا کسے کہوں الٹا
جو ہے طلسم [illegible] وہ جادو کب سمجھا
عجب بہار کی اک سیر ہے اہا ہا ہا
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

نہیں ہے زور جنہوں میں وہ کشتی لڑتے ہیں
جو زور والے ہیں وہ آپ چھپتے ہیں
حبیش کے اندھے بٹیر ونکے تیتیں پکڑتے ہیں
نکالے چھاتیاں کرٹے اکڑتے پھرتے ہیں
غرض میں کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

بنا کے بیار یا زر کی دکان بیٹھا ہے
جو ہنڈی دال تھا وہ خاک چھان بیٹھا ہے
جو چور تھا سو وہ ہو پاسبان بیٹھا ہے
زمین پھرتی ہے اور آسمان بیٹھا ہے

کھلے ہیں آک کے پھول اور گلاب جھڑتے ہیں | بنولے بکتے ہیں انگور آم سڑتے ہیں
سمنی کریم پڑے ایڑیاں رگڑتے ہیں | بخیل موتیوں کو موسلوں سے چھڑتے ہیں

غرض کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

عزیز تھے جو ہوئے چشم میں کبھو کے حقیر | حقیر تھے سو ہوئے سب ہیں صاحب توقیر
عجب طرح کی ہوائیں ہیں اور عجب تاثیر | اچنبھے خلق کے کیا کیا کروں بیاں میں نظیر

غرض کیا کہوں دنیا بھی کیا تماشا ہے

مکائد اہلِ دنیا

کیا کیا فریب کہیئے دنیا کی فطرتوں کا | مکر و دغا و دزدی ہے کام اکثروں کا
جب دوست ملکے لوٹیں اسباب مشفقوں کا | پھر کس زباں سے شکوہ اب کیجے دوستوں کا

ہشیار یارِ جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

گردن کو ہے اچکا تو چور رات میں ہے | نٹ کھٹ کی کچھ نہ پوچھو ہر بات بات میں ہے
اسکی بغل میں گپتی تیغ اسکے ہات میں ہے | وہ اسکی فکر میں ہے یہ اسکی گھات میں ہے

ہشیار یارِ جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

عیار اور چھچھورا انت اپنے کار میں ہے | اور صبح خیز پاجی اپنی بہار میں ہے
قزاق جس مکاں پر فکرِ سوار میں ہے | پیادہ غریب اسکا پھر کس شمار میں ہے

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

اس راہ میں جو آیا اسوار کہکے گھوڑا
ٹھگ سے بچا تو آگے قزاق نے نہ چھوڑا
سو پا سرا میں جاکر تو چور نے جھنجھوڑا
ہتھیار رہا نہ بھالا گھوڑا رہا نہ کوڑا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

ناداں کو پلا کر اک بھنگ کا پیالہ
کپڑے بغل میں مارے اور لے لیا دوشالا
دانا ملا تو اسمیں گھولا دھتورا کالا
ہوتے ہی غافل اُسکو پھانسی میں کھینچ ڈالا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

پیسے روپے اشرفی یا سیم و زر کا پترا
پھر جیت گھر میں لاوے ہے کون ایسا چترا
میداں چوک کھائے یہ فن ہے وہ دھنترا
کترے ہے جیب چڑھکر ہاتھی پہ جیب کترا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

چڑیا نے دیکھ غافل کیڑا ادھر گھسیٹا
کوّے نے وقت پاکر چڑیا کا [illegible] گھسیٹا
اس نے مار بچے کا سر گھسیٹا
جو جسکے ہاتھ آیا اسنے ہی دھر گھسیٹا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

صیاد چاہتا ہے ہو صید کا گذارا
اور صید چاہے دانا کھا کر کرے کنارا
[illegible] تو کا دانہ وہ کھا نہ سکا چارا
اور کچھ بھی چال چوکا تو وہیں جال مارا

ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا
یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا

[illegible] داماد کے مت پھر تو اُس [illegible] | محتاج ہو کے آپ [illegible] ہے جی [illegible]
[illegible] باپ یار [illegible] جگ سب ہوا دشمن | ہر دم اسی کریم کی رکھ لیجے [illegible] آس

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی ہے جو وہی دلائے

عمدہ ہیں جتنے خلق میں کیا شاہ کیا وزیر | اُس ہی سے ہیں غنی آ کے میاں اور ہیں سب فقیر
کیا گنج و ملک و مال و مکان تاج اور سریر | جو مانگنا ہے اُس سے ہی مانگو میاں نظیر

غیر از خدا کے کس میں ہے قدرت جو ہاتھ اٹھائے
مقدور کیا کسی کا وہی دے وہی دلائے

بیان رمّال و نجومی وغیرہ

جہاں میں کیا کیا خرد نے اپنے ہر ایک بجا تماشا دیا | کوئی حکیم اور کوئی مہندس کوئی ہے پنڈت کتھا بکھانے
کوئی ہے عاقل کوئی ہے فاضل کوئی نجومی لگا کہانے | جو چاہو کوئی یہ بھید کھولے یہ سب میں حیلے یہ سب بہانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

ہوا کے اوپر جو آسمان کا بچھا یہ خیمہ جو تن رہا ہے | نہ اسکی میخیں نہ ہیں طنابیں نہ اسکی چوبیں ادھر کھڑا ہے
ادھر ہے چاند اور ادھر ہے سورج ادھر ستارہ ادھر ہوا ہے | [illegible] مطلق خبر نہیں کہ کب بنا ہے اور کاہے کا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فلک تو کہنے کو دور ہیگا زمیں کا اب جو یہ بسترا ہے | کھڑے ہیں لاکھوں پہاڑ جس پر فلک سے سر جن کا جا لگا ہے
ہزاروں حکمت کا اک بچھونا یہ پانی اوپر جو بچھ رہا ہے | بہت حکیموں نے خاک چھانی کوئی نہ سمجھا کہ بھید کیا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زمیں سے لیکر جو آسماں تک بھری ہے لاکھوں طرح کی شے [illegible] — کہیں ہے ماٹی کہیں [illegible] کہیں ہے [illegible]
یہ جتنے جلوے دکھا رہا ہے خدا کی صنعت خدا کی جلوہ — جو چاہے کھولے یہ بھید اسکے کسیکو اتنی نہیں ہے قدرت

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

کوئی ہے ہنستا کوئی ہے روتا کہیں ہے شادی کہیں [illegible] — کہیں ترقی کہیں تنزل کہیں گمان اور کہیں یقیں ہے
کوئی گھسٹتا زمیں کے اوپر کوئی خوشی سے فلک نشیں ہے — یہ بھید اپنا وہ آپ جانے کسیکو اسکی خبر نہیں ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کی وہ رنگیں چوپڑ عرض بچھائی ہے اب [illegible] — کوئی ہے پھنسکر سیاہ کا جگ ہے پھریں [illegible]
جو پانسا پھینکے بنا بنا کے اور داؤں کتنے ہی دل میں ٹھانے — جو چاہتا ہے اٹھارہ آویں تو اسکو پڑتے ہیں تین کانے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب یہ شطرنج کا سا نقشہ بچھا ہے دن اور رات اسکا — جو مات چاہے کرے کسیکو نہ آوے برد اسکو مات اسکا
ہزاروں منصوبے باندھے دل میں بنا کے پیادوں کی گھات اسکا — نہیں ہے اک چال جو کہ قائم سبھوں کی بازی ہے مات اسکا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

عجب طرح کے ورق بنے ہیں کوئی مکدر کوئی صفا ہے — کسیکے سر پر ہے تاج شاہی کسیکی شمشیر پر جفا ہے
کوئی امیر اور کوئی وزیر ہے کوئی فقیر و [illegible] دل خفا ہے — سبھوں کو اسکا خیال آیا یہ حق کی قدرت کا گنجفا ہے

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

یہ کون جانے کہ کل کیا کیا اور آج مالک وہ کیا کریگا — کسے بگاڑے کسے سنوارے کسے ڈھاوے کسے بھریگا
کسیکے گھر کون ہووے پیدا کسیکے گھر کون مریگا — کسیکو ہرگز خبر نہیں ہے کہ کیا کیا ہے اور کیا کریگا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

طمع کا یہ حال ہو گیا کمند ہاتھ یا کمندا
[illegible] کی گردن پھنسی ہے اسیر کسی کا [illegible]

نہ چھوٹے چیونٹی نہ چھوٹے ہاتھی نہ کوئی وحشی [illegible]
نظر اتنی مجال کس کی کہاں خدا اور کہاں یہ بندا

پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا کروڑوں پنڈت ہزاروں سیانے
جو خوب دیکھا تو یار آخر خدا کی باتیں خدا ہی جانے

فنائے عالم

دنیا میں کوئی شاد کوئی دردناک ہے
یا خوش ہے یا الم کے سبب سینہ چاک ہے
ہر ایک دم سے جان کا ہر دم تپاک ہے
ناپاک تن پلید نجس یا کہ پاک ہے
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

ہے آدمی کی ذات کا [illegible] جاہ و ظہور
لے عرش تا بہ فرش چمکتا ہے جس کا نور
گذرے ہے اسکی قبر پہ جب وحش اور طیور
رو رو یہی کہے ہے ہر اک قبر کے حضور
جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

دنیا سے جبکہ اولیا اور انبیا اٹھے
اجسام پاک انکے اسی خاک میں رہے

روحیں ہیں خوب جائیں روحونکے ہیں نرے | پر جسم سے تو اب یہی ثابت ہوا مجھے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ | حشمت میں جنکی عرش سے اونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی انکے تن ہوئے گلیوں کی خاک راہ | اب انکے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کجکلاہ | تن جنکے مثل پھول تھے اور منہ بھی رشک ماہ
جاتی ہے انکی قبر پہ جسدم مری نگاہ | روتا ہوں جب تو میں یہی کہہ کہکے دل میں آہ

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

وہ گورے گورے تن کہ جنہوں کی تھی دل میں جا | ہوتے تھے میلے انکے کوئی ہاتھ گر لگا
سو دل سے تن کو خاک بنا کر ہوا اڑائے | رونا مجھے تو آتا ہے اب کیا کہوں میں ہائے

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

مردونکے تن کو تانبے کے صندوق میں رکھا | مفلس کا تن پڑا رہا ماٹی اوپر پڑا
قائم یہاں یہ اور نہ ثابت وہ واں رہا | دونوں کو خاک کھا گئی یارو کہوں میں کیا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

گر ایک کو ہزار روپے کا ملا کفن | اور ایک یوں پڑا رہا بیکس برہنہ تن
کیڑے مکوڑے کھا گئے دونوں کے تن بدن | دیکھا جو ہمنے آہ تو سچ ہے یہی سخن

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

جتنا یہ خاک کا ہے طلسمات بن رہا | پھر خاک اسکو ہوتا ہے یارو جدا جدا
ترکاری ساگ پات زہر امرت اور دوا | زر سیم کوڑی لعل زمرد اور ان سوا

جو اور کی بستی رکھے اسکا بھی بستا ہے پرا
جو اور کے مارے چھری اسکے بھی لگتا ہے چھرا
جو اور کی توڑے دھری اسکا بھی ٹوٹے ہے دھرا
جو اور کی چیتے بدی اسکا بھی ہوتا ہے برا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

جو اور کو پھل دیویگا وہ بھی سدا پھل پاویگا
گیہوں سے گیہوں جو جو سے جو چانول سے چانول پاویگا
جو آج دیویگا یہاں ویسا ہی وہ کل پاویگا
کل دیویگا کل پاویگا کل پاویگا کل پاویگا

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

جو چاہے لے چل اسگھڑی سب جنس یاں تیار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دنیا نہ جان اسکو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
اوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

تو اور کی تعریف کر تجھکو ثنا خوانی ملے
کر مشکل آسان اور کی تجھکو بھی آسانی ملے
تو اور کو مہمان کر تجھکو بھی مہمانی ملے
روٹی کھلا روٹی ملے پانی پلا پانی ملے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دنکو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہات لے

کرجگ جو کچھ کرنا ہو یاں یہ دم تو کوئی آن ہے
نقصان میں نقصان ہے احسان میں احسان ہے
تہمت میں یاں تہمت لگے طوفان میں طوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

یاں زہر دے تو زہر لے شکر میں شکر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزا موذی کو ٹکر دیکھ لے
موتی دئے موتی ملیں پتھر میں پتھر دیکھ لے
گر تجھکو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کر دیکھ لے

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

اپنے نفع کیواسطے مت اور کا نقصان کر
تیرا بھی نقصان ہوویگا اس بات پر تو دھیان کر
کھانا جو کھا تو دیکھکر پانی پئے تو چھان کر
یاں پاؤں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گذران کر

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

غفلت کی یہ جا گہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ
دل شاد رکھ دلشاد رہ غمناک رکھ غمناک رہ
ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ
یہ وہ مکان ہے او میاں یاں پاک رہ بیباک رہ

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے

بنجارہ نامہ

حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونیں پلا سر بھارا
کیا گیہوں چانول موٹھ مٹر کیا آگ دھواں اور انگارا

کیا تھال کٹوری چاندی کی کیا پیتل کی ڈبا ڈھکنی
کیا برتن سونے چاندی کے کیا مٹی کی ہنڈیا چپنی

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

یہ دھوم دھڑکا ساتھ لیے کیوں پھرتا جنگل جنگل
اک تنکا ساتھ نہ جاویگا موقوف ہوا جب ان اور جل

گھر بار اٹاری چوپاری کیا خاصہ تن سکھ اور مخمل
کیا چلون پردے فرش نئے کیا لال پلنگ اور رنگ محل

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کچھ کام نہ آویگا تیرے یہ لعل زمرد سیم و زر
جب پونجی باٹ میں بکھریگی ہر آن بنیگی جان اوپر

نوبت نقارے یاں نشاں دولت حشمت فوجیں لشکر
کیا مسند تکیہ ملک مکاں کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر آتے ہیں بیوپاری کے

کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے
کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لعل عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

مغرور نہ ہو تلواروں پر مت بھول بھروسے ڈھالوں کے
سب پٹا توڑ کے بھاگیں گے منہ دیکھ اجل کے بھالوں کے

کیا ڈبے موتی ہیرونکے کیا ڈھیر خزانے مالونکے
کیا بقچے تاش مشجر کے کیا تختے شال دوشالونکے

سب ٹھاٹھ پڑا رہجاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

کیا سخت مکاں بنواتا ہے خم تیرے تن کا ہے پولا
تو اونچے کوٹ اٹھاتا ہے واں گور گڑھے نے منہ کھولا
کیا رینی خندق رند بڑے کیا برج کنگورا انمولا
گڑھ کوٹ رہکلا توپ قلعہ کیا شیشہ دارو اور گولا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

ہر آن نفع اور ٹوٹے میں کیوں مرتا پھرتا ہے بن بن
ٹک غافل دل میں سوچ ذرا ہے ساتھ لگا تیرے دشمن
کیا لونڈی باندی دائی دوا کیا بندا چیلا نیک چلن
کیا مندر مسجد تال کنواں کیا کھیتی باڑی پھول چمن
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

جب مرگ پھرا کر چابک کو یہ بیل بدن کا ہانکے گا
کوئی ناج سمیٹے گا تیرا کوئی گون سیئے اور ٹانکے گا
ہو ڈھیر اکیلا جنگل میں تو خاک لحد کی پھانکے گا
اس جنگل میں پھر آہ نظیر اک تنکا آن نہ جھانکے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاویگا جب لاد چلیگا بنجارا

نیکی بدی کا بدلہ دست بدست ملتا ہے

ہے دنیا جسکا نام میاں یہ اور طرح کی بستی ہے
جو مہنگوں کو یہ مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے
یاں ہر دم جھگڑے اٹھتے ہیں ہر آن عدالت بستی ہے
گر مست کرے تو مستی ہے گر پست کرے تو پستی ہے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

جو اور کسی کا مان رکھے تو اسکو بھی ارمان ملے
جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے
نقصان کرے نقصان ملے احسان کرے احسان ملے
جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اسکو آن ملے
کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اس ہاتھ کرو اس ہاتھ ملے یاں سودا دست بدستی ہے

پڑھکر نماز کوئی رہا پاک با وضو
کوئی شراب پی کے رہا مست کو بکو
ناپاکی پاکی موت کے ٹھیری نہ روبرو
کوئی عبادتوں سے ہوا ہو کے سرخرو

ناپاک روسیاہ بھی پچتا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آ کے مرگیا

کر دل کے آئینہ تئیں صاف ایکبار
کشفِ قلوب دل پہ کیا اپنے آشکار
جب پیک نے اجل کے کیا آن کر گذار
کام آئی روشنی نہ کرامات کی بہار

کامل فقیر خلق میں کہلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آ کے مرگیا

بالفرض گر کسیکو ہوئی یاد کیمیا
یا مفلسی میں ایک نے خونِ جگر پیا
کوئی زیادہ عمر سے اکدم نہیں جیا
سوکھی کسی نے روٹی چبا غم میں جی دیا

قلیا پلاؤ زردہ کہیں کھا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آ کے مرگیا

پہنا لباس خوب گر عطر کا بھرا
یا چیتھڑوں کی گدڑی کوئی اوڑھ کر مرا
آخر کو جب اجل کی چلی آن کر ہوا
پورے کے چھوپڑے کو کوئی چھوڑ کر چلا

باغ و مکان محل کوئی بنوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آ کے مرگیا

گیسو بڑھا مشائخ بنا یہاں
یا بینوا ہو کوئی ہوا خود مندا یہاں
جب مرشدِ اجل کا قدم آیا درمیاں
کوئی تو لنبی داڑھی لیے ہو گیا رواں

مونچھیں بھویں تلک کوئی منڈوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آکے مرگیا

گر ایک ہو وقار ہوا ایک قدر دار
بے قدری کام آئی کسی کا نہ کچھ وقار
سر لگا جب آکے تیغ اجل کا وار
تھا بچا سو وہ تو موا کھو کے ننگ و عار

اور جسکو شرم تھی سو وہ شرما کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آکے مرگیا

کوئی ٹھڈی چاہتا ہے کوئی موٹھ اور مٹر
کام آئی کچھ فقیری نہ کچھ تخت اور چھتر
جس دم قضا نے ہاتھ میں لی تیغ اور سپر
یہ خاک پر سوا وہ موا تخت کے اوپر

تھی جسکی جیسی قدر وہ بتلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آکے مرگیا

کیا کالے پیلے شکل۔ کیا گورے گلعذار
عاقل حکیم و عامل و فاضل رسالدار
کیا مختی مزور اسیٹھ ساہوکار
پنڈت نجومی بید چہ نادان چہ ہوشیار

دو دن کی شان ہر کوئی دکھلا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آکے مرگیا

کیا اونچی ذات پات کے اشراف کیا نجیب
جس دم قضا کے ہاتھ سے [illegible]
قسمت سے پھوٹی کوڑی کسیکو نہو نصیب
کیا ہوشیار و عاقل و دانا و کیا طبیب

کوئی خزانہ خاک میں گڑوا کے مرگیا
جیتا رہا نہ کوئی ہراک آکے مرگیا

مرنے سے پہلے مر گئے جو عاشقان زار — وہ زندۂ ابد ہوئے تا حشر برقرار
کیا کاتبان اہل قلم خوشنویس کار — جتنی کتابیں دیکھتے ہو لاکھ یا ہزار
کوئی [illegible] کے مر گیا کوئی [illegible] آ کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک [illegible] کے مر گیا

پیر و مرید شاہ و گدا میر اور وزیر — سب آن کر اجل ہوئے دام میں اسیر
مفلس غریب صاحب تاج و علم سریر — کون اس جہاں میں زندہ رہا آ میاں نظیر
کوئی ہزاروں عیش کی ٹھہرا کے مر گیا
جیتا رہا نہ کوئی ہر اک آ کے مر گیا

زندگی اور موت

دنیا کے بیچ یارو سب زندگی کا مزا ہے — جیتوں کے واسطے ہی یہ ٹھاٹھ سب بنا ہے
جب مر گئے تو آخر پھر عمر خاک پا ہے — نے باپ ہے نہ بیٹا نہ یار آشنا ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

جیتوں کے دل کو ہر دم کیا عیش چاہیے ہے — گلزار ناچ سیر اس ساقی صراحی ہے
جب مر گئے تو ہر گز نے ہے نہ کوئی شے ہے — اس مرگ کے ستم کو کیا کیا کہوں میں ہے ہے
ڈرتی ہے روح یارو اور جی بھی کانپتا ہے
مرنے کا نام مت لو مرنا بری بلا ہے

ہے دم کی بات جو تھے مالک اپنے گھر کے — جب مر گئے تو ہر گز گھر کے رہے نہ در کے
یوں مٹ گئے کہ گویا تھے نقش رہگذر کے — پوچھا نہ کسی نے یہ تھے میاں کدھر کے

فنا کا بیان

ہر علم سے اس دنیا میں گر کامل ذی ادراک ہوا
اور لاد کتابیں اونٹوں پر ہر معنی کے ادراک ہوئے

معقول پڑھے منقول پڑھے ہر منطق میں چالاک ہوئے
یاں جتنے علم کے دریا ہیں ان دریا کے پیراک ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

مشہور حکیم اور بید ہوئے یا پڑھ کر طبابت کا
والاں کتابوں سے رو کا اور نسخوں سے صندوق بھرا

جب موت مرض نے آن لیا تب چھوٹ نبض اور قارورہ
گو نسخے لاکھ مجرب تھے پر کام نہ آیا ایک نسخا

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا مست شرابی رند ہوئے یا زاہد نامعقول ہوئے
یا پی پی کر دلشاد ہوئے یا چلوں میں مسرور ہوئے

جب عمر کے پیالے دونوں کے آ ساعت پر معمور ہوئے
یاں جب تسبیح دور ہوئے واں ساغر شیشہ چور ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

اس دنیا کی دھن دولت میں گر شاہ سلیماں جاہ ہوئے
یا ٹھہرے میر وزیر اعظم یا راجہ مہر آہ چلے

منہ دیکھ اجل کے لشکر کا تب لیکر گھر کی راہ چلے
نے ہاتھی گھوڑے ساتھ گئے نے تخت چھتر ہمراہ چلے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہو
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے

یا حاکم یا [illegible] ہوئے یا قائل یا معقول ہوئے ‏ ‏ یا خادم یا مخدوم ہوئے یا جاہل مجہول ہوئے
زردار ہوئے سردار ہوئے مردود ہوئے مقبول ہوئے ‏ ‏ کچھ اور نہ دیکھا آخر کو سب ان ہی میں [illegible] ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوئے

گر میر بخشی زہر ہوئے یا بخشش میں تریاک ہوئے ‏ ‏ یا نخل ہوئے پر میوہ کے یا خال پات ڈھاک ہوئے
یا عمر گذاری عشرت میں یا سوز غم سے نمناک ہوئے ‏ ‏ پھل پھول کہائے گلشن کے یا گلیوں کی خاشاک ہوئے

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصّے قضیے پاک ہوئے

مراتب دنیا کی بے ثباتی

[illegible]

گر شاہ سر پر رکھ کر افسر ہوا تو پھر کیا ‏ ‏ اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم مراتب پُر زر ہوا تو پھر [illegible] ‏ ‏ نوبت نشان نقارہ [illegible] ہوا تو پھر کیا

سب ملک سب جہاں کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا رکھے فوج لشکر کی سلطنت پناہی ‏ ‏ پھیری دہائی اپنی سے ماہ تا بہ ماہی
جب آن کر فنا کی سر پر پڑی تباہی ‏ ‏ پھر سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی

دارا و جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

یا ذات میں کہائے نامی اصیل ذاتی ‏ ‏ جمشید و فر کے پوتے نوشیروان کے ناتی
تھے آپ مثل دولہا اور فوج تھی براتی ‏ ‏ جب چل بسے تو کوئی پھر سنگ تھا نہ ساتی

ملک و مکان خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

یہ راج بنی ہو کر دنیا میں راج پایا | چتوڑ گڑھ ستارا کا پنجرا بنایا
جب توپ نے اجل کے آمور چیا لگایا | سب اڑ گئے ہوا پر کوئی نہ کام آیا

گڑھ کوٹ توپ گولہ لشکر ہوا تو پھر کیا

کہتے دونوں یہ مغل تھا نواب ہیں یہ خاں ہیں | یہ ابن چنگیز اری یہ عالی خاندان ہیں
جاگیر و مال و منصب گو آج انکے پاں ہیں | دیکھا تو اک گھڑی میں نہ نام نہ نشان ہیں

دو دن کا شور چرچا گھر گھر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی دیکھو یہ ہیں امیر خانجی | لو پھر کسکے میر خانجی کسکے وزیر خانجی
پنجہ اٹھا قضا کا جب آئے شیر خانجی | اور یہ ہیں خانخاناں اور یہ ہیں شیر خانجی

عمدہ غنی تو انگر بازر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی گھوڑا ہے نامدار خاں کا | یہ پالکی یہ ہاتھی ہے ذوالفقار خاں کا
آیا قدم اجل کے جب تیس مار خاں کا | پر بھی کہیں نہ دیکھا پھر شہسوار خاں کا

یاں بیگ ڈنبر سر پر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا [illegible] بڑھی ہے مہرباں خاں کی | یہ باغ یہ حویلی ہے محلدار خاں کی
جب راج نے قضا کے کرلی سبوں کی ٹانگی | ایک اینٹ بھی نہ پائی ہرگز کسی مکان کی

رنگیں محل سنہرا گھر در ہوا تو پھر کیا

کتنوں نے بادشاہی کیا کیا خطاب پایا | مہریں بڑی کھدائیں سکہ بڑا بنایا
جب آنکر فنا نے نام و نشاں مٹایا | وہ نام اور وہ سکہ ڈھونڈھا کہیں نہ پایا

دو دن کا مہر چھاپا در پر ہوا تو پھر کیا

جاگیریں کسی نے زر ریز ملک پایا | کر بند و بست اپنا نظم و نسق بیٹھایا

لیکر سند اجل کا جب فوجدار آیا [illegible] ہیں وہ حاصل سب ہو گیا [illegible]

بانسی حصار [illegible] بھکر ہوا تو پھر کیا

کہتا تھا کوئی لشکر ہے طرہ باز خاں کا
یہ خیمہ شامیانہ ہے [illegible] خاں کا
آیا کٹک اجل کے جب یکہ باز خاں کا
سر بھی کہیں نہ پایا پھر سرفراز خاں کا
سردار میر بخشی بڑھ کر ہوا تو پھر کیا

ہاتھی پہ چڑھ کے نکلے یا خاصہ گھوڑے اوپر
یا نالکی سنبھالی یا پالکی کی جھالر
یا لے صراحی حقہ دوڑے جلیب اندر
جب آ اجل پکاری صاحب رہا نہ نوکر
آقا ہوا تو پھر کیا نوکر ہوا تو پھر کیا

یا لیکے اک قلمدان اور رکھ قلم کو سر پر
جوڑے حساب لاکھوں چہرے لکھے سراسر
جب عمر کی کچہری جھانکی قضا نے آکر
پھر آپ نہ قلمدان کاغذ رہا نہ دفتر
منشی وکیل دیوان مرمر ہوا تو پھر کیا

یا لے قضا کی خدمت ہو بیٹھے آپ قاضی
محضر قبالہ لکھے قصے چکائے شرعی
اعلام سے قضا کا جب آ قضا پکاری
پھر محکمہ نہ جھگڑا قاضی رہا نہ مفتی
کوڑا لپیدہ درہ دربر ہوا تو پھر کیا

کوتوال بنکے بیٹھا یا صدر ہو مقرر
فاسق ڈریں ہزاروں اور چور کانپے تھر تھر
آیا قضا کا مردھا جب دم چھڑی اٹھا کر
کتوالی اور صدارت سب اڑ گئی ہوا پر
معدن کا خوف و خطرہ اور ڈر ہوا تو پھر کیا

کہتے تھے کہتے ہم تو ہیں ذات میں کلاجی
ہم شیخ ہم مغل ہیں ہم ہیں پٹھان حاجی
جب دم قضا پکاری اب اٹھ چلو میاں جی
پھر شیخ جی نہ سید مرزا رہے نہ خاں جی

ذات وحسب نسب کا جوہر ہوا تو پھر کیا

یا بیٹھ کے زر جہاں میں کرنے لگے تجارت
یا سیٹھ بن کے بیٹھے خاصی بنا عمارت
گھر میں قضا نے بھیجا جب کر کے اک اشارت
سب کوٹھی اور دکانیں کر ڈالیں دم میں غارت

مال و مکاں جواہر اور زر ہوا تو پھر کیا

یا ہو سپاہی بانکا نت چھا بڑا کہایا
بلدار باندھ چیرہ طرہ کو جگمگایا
کھیتوں میں جا کے کودا گھوڑے کے تئیں بھگایا
جب منہ اجل کا دیکھا پھر کچھ بھی بن نہ آیا

یکتا شجاع بہادر صفدر ہوا تو پھر کیا

گھوڑا اٹھا کے ڈوبا فوجوں میں ہو دلاور
مارے طمانچے بھالے کھائے کٹاری جمدھر
مارا قضا نے بھالا جس دم فنا کا آکر
پھر مردمی شجاعت سب ہو گئی برابر

خود و سلاح و جلتہ بکتر ہوا تو پھر کیا

یہ خانہ جنگی لڑ کر کھایا بدن میں ٹانکا
مونچھوں کو تاؤ دے کر سودوت دھات بانکا
جب گھور کر قضا کے بانکے نے آ کے جھانکا
نہ ٹیڑھا رہا نہ ترچھا گنڈا رہا نہ بانکا

تیغا سپر قرابیں جمدھر ہوا تو پھر کیا

یا ہو حکیم حاذق کرنے لگے طبابت
مردوں کے تئیں جلایا عیسے کی کی کرامت
کھوئے مرض ہزاروں دھو دی ہر ایک زحمت
جب آئی سر پر اپنے پھر کچھ چلی نہ حکمت

لقمان یا فلاطوں اگر ہوا تو پھر کیا

یا پڑھ کے دو کتابیں اور کر کے علم حاصل
یا بھوت جن اتارے مشہور ہو کے عامل
جب دیو کا اجل کے سایہ ہوا مقابل
ملا رہا نہ سیانا عامل رہا نہ فاضل

تعویذ فال جادو منتر ہوا تو پھر کیا

ماتھے پہ کھینچ ٹیکا یا ہاتھ لے کے مالا — پوتھی بغل میں دابی زنار کو سنبھالا
پوجا کیا بکھانی گیتا سبد نکالا — کچھ بن سکا نہ آیا جب جان لینے والا

وید و پران پڑھ کر مصر ہوا تو پھر کیا

یا پیکے کسی نے کی عیش کامیابی — لوٹا [illegible] میں بھر جا کر دل [illegible]
جسم قضا نے اپنی کھائی اک گلابی — پھر رہ گیا نہ مینا نہ مے نہ شرابی

اک دم ہوس میں پی کے ساغر ہوا تو پھر کیا

حسن و جمال پاکر یا خوبرو کہایا — یا عشق میں کسی نے جی جان کو لٹایا
آ کر پڑا سروں پر جب دم اجل کا سایا — دونوں میں پھر کسی کو ڈھونڈھا کہیں نہ پایا

یا ہو کے پیرزادے کرنے لگے فقیری — گر کر مرید سکتے کی انکی دستگیری
جب پیرہن کی کفنی آ کر اجل نے چیری — سب اڑ گئی ہوا پر دم میں مریدی پیری

مرشد فقیر ہادی رہبر ہوا تو پھر کیا

یا سر منڈا کے بیٹھے آزاد ہو نویلے — یا خود منڈا کے کہا کر سو [illegible] رنگ کھیلے
میلے کے ہزاروں مونڈے فقیر چیلے — جب آ قضا پکاری جا سوئے اکیلے

[illegible] ہوا تو پھر کیا سبز ہوا تو پھر کیا

جوگی اتیت جنگم یا سیوڑا کہایا — یا کھول کر جٹا کو یا گھونٹ سر منڈایا
ترسول نے قضا کا جب وقت سر پر آیا — نے بالکے کو تھا نہ بانے آپ کو بچایا

نانک کبیر پنتھی بھر بھر ہوا تو پھر کیا

یا نیک بنکے بیٹھے اچھے لگے کہانے — یا ہو کے بد برا کے دل کو لگے دکھانے

[illegible]

دیگر — دنیا ہے بے ثبات

گر بادشہ ہو کر عمل ملکوں ہوا تو کیا ہوا
دو دن کا نرسنگا بجا بھوں بھوں ہوا تو کیا ہوا
غل شور ملک و مال کا کوسوں ہوا تو کیا ہوا
یا ہو فقیر آزاد کے رنگوں ہوا تو کیا ہوا

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

دو دن تو یہ چرچا ہوا ہاتھی تو ہاتھی ملا
بیٹھا اگر ہودے اوپر یا پالکی میں جا چڑھا
آگے نقارا اور نشان پیچھے کو فوجوں کا پرا
دیکھا تو پھر اک آن میں ہاتھی نہ گھوڑا نہ گدھا

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا عشرت و آرام کے ٹھاٹھ تھے اور عیش کے اسباب تھے
یا مال و دولت کے نشہ میں غافل و غرقاب تھے
یا بیکسی درد سے بیحال بیتاب تھے
آخر جو دیکھا دوستو یہ سب خیال و خواب تھے

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

تھا ایکدن وہ دھوم کا کاٹھے تھا جب سوار ہو
ہر دم پکارے تھا نقیب آگے بڑھو پیچھے ہٹو
یا ایکدن دیکھا اسے تنہا پڑا پھرتا ہے وہ
بس کیا خوشی کیا ناخوشی یکساں ہے سب اے دوستو

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

یا نعمتیں کھاتا رہا دولت کے دسترخوان پر
میوے مٹھائی یا شکر حلوے تر شیر و شکر
یا باندھ جھولی بھیک کے ٹکڑوں کو پر دھر نظر
ہو کر گدا پھرنے لگا ٹکڑے کی خاطر در بدر

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر اک مصیبت میں رہا اور دوسرا دلشاد ہے
واں عیش و عشرت کے مزے یاں نالہ و فریاد ہے
یا عدل یا راحت یا ظلم یا بیداد ہے
کچھ رہ نہیں جاتا میاں آخر کو سب برباد ہے

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

جو عشرتیں آ گئیں تو بھی وہ گزر جانا میاں	جو درد دکھ آ کر پڑیں تو بھی وہ پھر جانا میاں
یا سکھ میں یا دکھ میں غرض یاں سے گزر جانا میاں	یا چار دن کی زندگی آخر کو مر جانا میاں

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

اب دیکھ جسکو شاد ہو اور کسیے آنکھیں نم کرے	یہ دل بچارا ایک ہے کس کس کا اب ماتم کرے
یا دکھ کو روتے بیٹھ کر یا درد دکھ میں کم کرے	یا انکا بھی طوفان آنسوں کی جھڑی غم کرے

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

گر تو نظیر اب مرد ہے ہر حال میں بھی شاد ہو	دستار میں بھی ہو خوشی رومال میں بھی شاد ہو
آزادگی بھی دیکھیے جس حال میں بھی شاد ہو	اس حال میں بھی شاد ہو اس حال میں بھی شاد ہو

گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور ووں ہوا تو کیا ہوا

دیگر بے ثباتی ملک و دنیا

گر شاہ سر پر رکھ کر افسر ہوا تو پھر کیا	اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا
ماہی علم ہاتھی بیرق ہوا تو پھر کیا	نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا

سب ملک سب جہاں کا سرور ہوا تو پھر کیا

کیا کیا گئے فوج لشکر کی سلطنت پناہی	پھیری ہی دہائی اپنی لے ماہ تا بہ ماہی
جب آن کر فنا کی سر پر پڑی تباہی	پھر سر رہا نہ لشکر نہ تاج بادشاہی

دارا و جم و سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

[illegible] نامی اصیل ذاتی	جمشید و خسرو کے بیٹے نوشیرواں کے ثانی
تھے آپ مست و [illegible] فوج تھی [illegible]	جب چل بسے تو کوئی نہ [illegible] نہ ساقی

ملک و مکاں خزانہ لشکر ہوا تو پھر کیا

آکر بجے اجل کے جب سر پہ شادیانے	نیک و بد جہاں تک سب لگ گئے ٹھکانے
	[illegible] بدتر ہوا تو پھر کیا
کیا ہندو کیا مسلماں کیا رند و گرو [illegible]	نقاش کیا مصور کیا خوشنویس شاعر
جتنے نظر ہیں یارو اک دم ہیں یہ مسافر	رہنا نہیں کسی کو چلنا ہے سب کو آخر
	دو چار دن کی خاطر یاں گھر ہوا تو پھر کیا

فراق

جب سے تم کو لیگیا ہے یہ فلک ظالم کہیں	جی ترستا ہے کہیں اور چشم پر نم ہے کہیں
ہم پہ جو گذرا ہے وہ گذرا کسی پر کم کہیں	نے تسلی ہے نہ دلکو چین ہے اک دم کہیں

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں

ہر گھڑی آنسو بہانا دیدۂ خونبار سے	رات دن سر کو پٹکنا ہر در و دیوار سے
وہ نالہ کھینچنا ہر دم دل بیمار سے	ہے برا احوال یارو ہجر کے آزار سے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں خاک ایسی زندگی پر ہم کہیں اور تم کہیں

نے ہے مہرِ الفت نے کسیکو پیار ہے ۔ رفتہ رفتہ ہوی اور نہ ... اب ہے
دل ادھر سینے میں تڑپے جی ادھر بیمار ہے ۔ یا کہیں ابتو بہت مشکل ہماری جان ہے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

گھر میں جی بہلے نہ باہر انجمن میں دل لگے ۔ نے خوش آوے سیر سرو و سمن میں دل لگے
نے پہاڑوں میں نہ صحرا میں نہ بن میں دل لگے ۔ ابتو تم بن نے گلستاں نے چمن میں دل لگے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

پر نہیں اڑ کر تمہارے پاس جو آ جائیے ۔ آج ہی جی کب تلک خون جگر کو کھائیے
جی تڑپ کر رہ گیا ہے سینے کے دکھلائیے ۔ دل سمجھتا ہے نہیں کیونکر اسے سمجھائیے

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

اب جو اپنے حال پر ہم خوب کرتے ہیں نگاہ ۔ ہر گھڑی مثل نظیر اس غم سے ہے حالت تباہ
ہے جو کچھ ظلم و ستم ہم پر نہیں کیا تم سے آہ ۔ بن موئے اب تو نظر آتا نہیں ہرگز نباہ

چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں
خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں

فنائے جہان و بقائے رحمان

دنیا میں کوئی خاص نہ کوئی عام رہیگا — نہ صاحب مقدور نہ ناکام رہے گا
نہ دار نہ بے زر نہ بدانجام رہیگا — شادی نہ غم گردش ایام رہیگا

نہ عیش نہ درد نہ آرام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ چرخ جو کھاتا ہے پھرا گنبد ازرق — یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہیں معلق
لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق — سب ٹھاٹھ یہ اک آن میں ہو جاوے گا ناحق

آغاز کسی شے کا نہ انجام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

از عالم ارواح سے تا عالم جنات — انسان و پری حور و ملک جن و جنات
کیا ابر و ہوا کوہ جنگل ارض و سموات — اک پھونک میں اڑ جائیں گے سب نقش طلسمات

تیار نہ پختہ نہ کوئی خام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ہر علم و ہنر سے ہے کوئی خلق میں مشہور — یا کشف و کرامات میں ہے صاحب مقدور
یا ایک کا ہے نام و نشاں خلق میں مشہور — اک دم میں پلک مارتے ہو جائیں گے دور

نہ مشہور نہ گمنام رہے گا — آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مختار کہے خسرو جو کرتے ہیں سدا کام — یا جبر سے مجبوری کے رکھتے ہیں کئی دام
جب آکے فنا ڈالیگی اک گردش ایام — اک آن میں اڑ جائیگا سب چیز [illegible]

مختار نہ مجبور نہ خود کام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

اب دیس پہ اپنے جو کہلاتے ہیں اغیار
سو مکر و دغا کرتے ہیں اک آن میں تیار
جب آ کے فنا ڈالیگی سر پہ اور پر اک وار
اک وار کے لگتے ہی یہ ہو جاوینگے سب پار

نے مکر نہ حیلہ نہ کوئی دام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

کرتے ہیں جواب دل سے ریاضات و عبادات
یا عمر کو کھوتے ہیں بہ رندی و خرابات
جب آ کے فنا چھوڑیگی شمشیر کا اک ہات
پھر صاف ہے دونوں کی گنہگاری و طاعات

نہ رند نہ عابد نہ مے آشام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

جھگڑا کرے ملت و مذہب کا کوئی یاں
جس راہ میں جو آن پڑے خوش رہے ہر آن
زنار گلے یا کہ بغل بیچ ہو قرآن
عاشق تو قلندر ہے نہ ہندو نہ مسلمان

کافر نہ کوئی صاحب اسلام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

جو شاہ کہلاتے ہیں کوئی ان سے یہ پوچھو
دارا و سکندر وہ گئے آہ کدھر کو
مغرور نہ ہو شوکت و حشمت پہ وزیرو
اس دولت و اقبال پہ مت بھولو امیرو

نہ ملک نہ دولت نہ سرانجام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

بیوپار جو کرتے ہیں ہر اک چیز کا زردار
آگے بھی کمائیں تھیں کئی اور کئی بازار

حسب طور کا چاہے اب کر لیجئے بیوپار — کچھ جنس نہ دلال نہ مالک نہ خریدار

نہ نقد نہ کچھ قرض نہ کچھ وام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

اب جتنی کھڑی دیکھو ہو عالم میں عمارات — یا جھونپڑے دو کوڑی کے یا لاکھ کے محلات
کیا پست مکان کیا یہ ہوادار مکانات — اک اینٹ بھی ڈھونڈھے کہیں آئیگی نہ ہاتھ

دالان نہ حجرہ نہ در و بام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

یہ باغ و چمن اب جو ہر اک جا ہیں یہ پھول — یہ شاخ یہ غنچہ یہ ہر پات یہ پھل پھول
آ جاویگی جب باد خزاں نکلے اور پھول — ہر خار کی ہر پھول کی اڑ جاویگی سب دھول

نہ زرد نہ سرخ اور نہ سیہ فام رہیگا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہیگا

یہ شعر و غزل اب جو بنائے ہیں زبانی — آگے بھی بہت چھوڑ گئے اپنی نشانی
دیوان بنا یا کوئی قصہ کہ کہانی — کچھ باقی نظر اب نہیں سب چیز ہے فانی

خمسہ نہ غزل خرد نہ ابہام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

فقیروں کی صدا

زر کی جو محبت تجھے پڑ جائیگی بابا — دکھ اسمیں تری روح بہت پائیگی بابا
ہر کھانے کو ہر پینے کو ترسائیگی بابا — دولت جو ترے یاں ہے نہ کام آئیگی بابا
پھر کیا تجھے اللہ سے ملوائیگی بابا

دولت جو ترے پاس ہے رکھ یاد تو یہ بات — کھا تو بھی اور اللہ کی راہ میں کر خیرات
دینے سے اسیکے تیرا او بچار ہے [illegible] — اور یاں بھی تیری گذریگی سو عیش سے گذرگا
اور واں بھی تجھے سیر یہ دکھلائیگی بابا

دانا کی تو مشکل کوئی اٹکی نہیں رہتی — چڑھتی ہے سدا ناؤ پہاڑوں پہ سخی کی
اور تو نے بخیلی سے اگر جمع ہے [illegible] کی — تو یاد یہ رکھ بات کہ جب آویگی سختی
خشکی میں تیری ناؤ یہ ڈبوائیگی بابا

دولت جو ترے گھر میں ہے اب پھولی [illegible] — مردود بھی تی ہے یہ اور [illegible]
جو چاہے ترے ساتھ چلے یہ بھی مجہول — زنہار خبردار ہو اسباب پہ مت بھول
یہ خندی ترے ساتھ نہیں جائیگی بابا

اس سے یہی بہتر ہے تو ہی آپ اسے کھا جا — بیٹوں نکو رفیقوں کو غریبوں کو کھلا جا
[illegible] جا اور دلا جا — پھر شوق سے ہنستا ہوا جنت کو چلا جا
ورنہ تجھے ہر دکھ میں یہ پھنسوائیگی بابا

یہ تو نہ [illegible] پاس رہی ہے نہ رہے گی — جو اور سے لڑتی رہی وہ تجھ سے لڑیگی
کچھ شک نہیں جو اسمیں بڑھیگی ہو گھٹیگی — جبتک تو جئےگا تجھے یہ چین نہ دیگی
اور مرتے ہوئے پھر یہ غضب لائیگی بابا

جب موت کا ہووے گا تجھے آنکے دھڑکا	اور نزع تری آن کے دم لیوے گی بھڑکا
جب اسمیں جو لگے گا نہ دم نکلیگا پھڑکا	کپڑے میں روپے ڈال کے سب دینگے کھڑکا

سب تن سے ترے جان نکل جائیگی بابا

تو لاکھ اگر مال کے صندوق بھرے گا	ہے یہ تو یقین آخر بس ایکدن تو مریگا
پھر بعد ترے اسپہ جو کوئی ہاتھ دھرے گا	وہ ناچ مزا دیکھیگا اور عیش کریگا

اور روح تری قبر میں چلائیگی بابا

اسکے تو وہاں ڈھولک و مردنگ بجے گی	اور روح تیری قبر میں حسرت سے جلیگی
وہ کھاویگا اور تیرے تئیں آگ لگے گی	تا حشر تری روح کو پھر کل نہ پڑے گی

ایسا یہ تجھے گور میں تڑپائیگی بابا

جاویگا تری گور کے جانب جو وہ ناکام	جب دیکھیگا سو عیش میں تو اسکے تئیں آہ
رونا مجھے آتا ہے ترے حال پہ واللہ	

کیا کیا تری چھاتی پہ یہ ٹہرائیگی بابا

تو بہت ہو چھاتی پہ اگر آن چڑھے گا	تو واں بھی [illegible] کے واسطے [illegible]
سینے میں اتروا کے تجھے دیوینگے گروا	یا خوب سا سلگا کے کوئی لے کے رسیا

دھونی بھی تری ناک میں دلوائیگی بابا

گر ہوش ہے تجھ میں تو [illegible] نکر کام	اس کام کا آخر کو بدی ہوتا ہے انجام
نقد کھا کوئی کہکے کوئی دیوے گا دشنام	زنہار نہ لیگا کوئی ہم صبح [illegible] نام

[illegible] نام پہ لگوائیگی بابا

اٹکتا ہے نظر اب جو یہ باتیں سب ہر آن | [illegible]
ٹک غور سے کر گنج پہ قارون کے ذرا دھیان | جیسا ہی آپ نے کیا خوب پریشان

ویسا ہی مزا تجھکو بھی دکھلائیے ، بابا

82

فقیروں کی صدا

بٹ مار اجل کا آ پہونچا ٹک اسکو دیکھ ڈرو بابا | اب اشک بہاؤ آنکھوں سے اور آہیں سرد بھرو بابا
دل ہاتھ اٹھا اس جینے سے بس جی میں مار مرو بابا | جب باپ کی خاطر روتے تھے اب اپنی خاطر رو بابا

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

اب جینے کو تم رخصت کرو اور مرنے کو مہمان کرو | خیرات کرو احسان کرو یا پن کرو یا دان کرو
یا پوری لڈو بنواؤ یا خاصا حلوا نان کرو | کچھ لطف نہیں اب جینے کا اب چلنے کا سامان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

[illegible] جینے سے اب اور گلے کو [illegible] | اب چاٹ فنا کی ٹک چکھو اور خون [illegible]
دھن چھوڑو حصہ بخشی کی اور بھاجی پنی تم بانٹو | ناکند بچھڑے کو دے اب اور دولت مت چھانٹو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پر زین [illegible] بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اسپ بہت اچھلا کودا اب کوڑا مار و زیر کرو | جب زر کو اکٹھا کرتے تھے اب تن کا اپنے ڈھیر کرو
گڑھ ٹوٹا لشکر بھاگ چکا اب میاں میں تم شمشیر کرو | تم صاف لڑائی ہار چکے اب بھاگنے میں مت دیر کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

سر کانپا چاندی بال ہوئے منہ پھیلا پلکیں آ جھکیں
قد ٹیڑھا کان ہوئے بہرے اور آنکھیں بھی چندھیا گئیں
سکھ نیند گئی اور بھوک گھٹی دل سست ہوا آواز نہیں
جو ہونی تھی سو ہو گزری اب چلنے میں کچھ دیر نہیں

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یا پاؤں تھکے کر چلنے سے مت رستے کو ویران کرو
اور پوپلے منہ سے روٹی کو مت مل مل کر ہلکان کرو
اب آپ ہوئے تم پانی سے مت پانی کا نقصان کرو
کچھ لذت نہیں ہے جینے میں اب مرنے سے پہچان کرو

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

گر اچھی کرنی نیک عمل تم دنیا سے لیجاؤ گے
تو گھر اچھا سا پاؤ گے اور سکھ سے بیٹھے کھاؤ گے
اور ایسی دولت چھوڑ کے تم جو خالی ہاتھوں جاؤ گے
کچھ بن نہیں پھر آئیگی تم سے گھبراؤ گے پچھتاؤ گے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ عمر جسے تم [illegible] ہو ہر دم ہے تن کو چلتی ہے
جس لکڑی کے بل بیٹھے ہو دن رات یہ لکڑی چھلتی ہے
تم گٹھری باندھو کپڑے کی اور دیکھو اجل سر دھنتی ہے
اب موت کفن کے کپڑے کا یاں تانا بانا بنتی ہے

تن سوکھا کبڑی پیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یا ر روپے اور پیسے میں مت دل کو تم خرسند کرو
یا گور بناؤ جنگل میں یا جمنا پر آنند کرو

موت آن فنا ہوگی آخر کچھ مکر کرو یا فند کرو | بس خوب تماشا دیکھ چکے اب آنکھیں اپنی بند کرو

تن سوکھا بڑی بیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

یہ اونٹ کرشمکا یار و صندوق جانہ اٹھی | [illegible] ہوا سوار چلے [illegible] اب ہے [illegible]
کس نیند پڑے تم سوتے ہو یہ بوجھ تمہارا بھاری | [illegible] دیر نہیں اب [illegible] بتار کھڑے [illegible]

تن سوکھا بڑی بیٹھ ہوئی گھوڑے پہ زین دھرو بابا
اب موت نقارا باج چکا چلنے کی فکر کرو بابا

صفاتِ فقیر

جتنے تو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات ہیں | سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے کھیل
ناتا ہے یاں سو نا فقر جو رشتے ہے سو نکیل | جو غم پڑے سو اسکو تو اپنے ہی تن پہ جھیل

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہیں پڑا اپنے سر پہ کھیل

یہ صورتیں جو دیکھے ہے مت ان سے دل لگا | تیرے یہ سونیاں انہیں آیا رت جگا
سنجرہ کلاہ پھینک اور ڈال دے جھکا لگا | آگے کو چھوڑ ناتا نہ پیچھے کو رکھ لگا

گر ہے فقیر تو تو نہ رکھ یاں کسی سے میل
یاں تو بڑی نہیں پڑا اپنے سر پہ کھیل

جب تو ہوا فقیر تو ناتا کسی سے کیا | چھوڑا کٹم تو پھر رہا رشتا کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو بابا کسی سے کیا | دلبر کو اپنے چھوڑ کے ملنا کسی سے کیا

راضی برضا

جو فقر میں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں — ہر کام میں ہر دام میں ہر حال میں خوش ہیں
گر مال دیا یار نے تو مال میں خوش ہیں — بے زر جو کیا تو اسی احوال میں خوش ہیں
افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

چہرے پہ ملامت نہ جگر میں اثر غم — ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر نہ کبھی چشم ہوئی نم — غم میں بھی وہی عیش الم میں بھی وہی دم
ہر بات ہر اوقات ہر افعال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے — گھر بار چھڑایا تو وہیں چھوڑ کے بیٹھے
موڑا انہیں جیدھر وہیں منہ موڑ کے بیٹھے — گدڑی جو سلائی تو وہی اوڑھ کے بیٹھے
دکھ درد میں آفات میں جنجال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر اس نے دیا غم تو اسی غم میں رہے خوش — جس طرح کہا اس نے اسی عالم میں رہے خوش
کھانے کو ملا کم تو اسی کم میں رہے خوش — جس طرح رکھا اس نے اسی دم میں رہے خوش
گر شال اڑھائی تو اسی شال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

جینے کا نہ اندوہ نہ مرنے کا ذرا غم | یکساں ہے انہیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وہ اک دم | نے شب کی مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم

دن رات گھڑی پہر مہ و سال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

گر اسنے اٹھایا تو پیا اوڑھ دو شالا | کمل جو دیا تو وہی کاندھے پہ سنبھالا
چادر جو پھٹی تو وہی ہو گئی پارہ | بندھوائی لنگوٹی تو وہیں ہنس کے کہا لا

پوشاک میں دستار میں رومال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

کچھ انکو طلب گھر کی نہ باہر سے انہیں کام | تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے انہیں کام
اسقل کی ہوس دل میں نہ مسند سے انہیں کام | مفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے انہیں کام

میدان میں بازار میں چوپال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

اُنکے تو جہاں میں عجب عالم ہیں نظر آہ | اب ایسے تو دنیا میں وے کم ہیں نظر آہ
کیا جانیے فرشتے ہیں کہ آدم ہیں نظر آہ | ہر وقت میں ہر آن میں خرم ہیں نظر آ

جس ڈھال میں رکھا وہ اسی ڈھال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

آئینۂ صفت صورت

لے آئینے کو ہاتھ میں اور بار بار دیکھ — صورت میں اپنی قدرت پروردگار دیکھ

خال سیاہ اور خطِ مشک بار دیکھ — زلفِ دراز و طرۂ عنبر نثار دیکھ

ہر لحظہ اپنے جسم کے نقش و نگار دیکھ

اے [illegible] تو اپنے حسن کی آپ بہار دیکھ

آئینہ کیا ہے؟ جان، ترا پاک صاف دل — او خال کیا ہیں؟ ترے [illegible] تل

زلف دراز فہم رسا ہے [illegible] — لاکھوں طرح کے پھول ہیں تجھی میں کھل

ہر لحظہ اپنے جسم کے نقش و نگار دیکھ

اے گل تو اپنے حسن کی آپ بہار دیکھ

نرگس وہ کیا ہے؟ جان، تری چشمِ خوش نگاہ — اور سرو کیا ہے؟ یہ ترا قد دراز آہ!

گر سیرِ باغ چاہیے تو اپنی سیر کر تو چاہ — حق نے تجھی کو باغ بنایا ہے واہ واہ

ہر لحظہ اپنے جسم کے نقش و نگار دیکھ

اے گل تو اپنے حسن کی آپ بہار دیکھ

ذکرِ غان

وقت سحر کی دھین ایکیا ہوں ہاہو ہاہو کرتا	ہاہو ہاہو ہو کر کر ذکر کن فیکون تی ہیں
دشت میں کلگوں کوسا کوں مرپیا کو کو کرتی	طوطیاں بھی سبک یاد آ ہیں پھوت پھوت کرتی ہیں

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چو چو چو چو چوں کیا سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں

بگلے ہوا گر بنکہ ایسکے غم کی سب خسیتے ہیں	عنقا اور سیمرغ اسکی فرقت بیچ تڑپتے ہیں
سارس گدھ جو اصل ہریلے بنکہ کلیتے ہیں	[illegible] جتنے ہیں سب نام اسکا جپتے ہیں

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چو چو چو چو چوں کیا سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں

قمری بولی حق سرہ بلبل بولی بسم اللہ	کبک تیتری چاروں اور تیتر بھی سبحان اللہ
دادر مور پپیہے کوئل کوک رہی اللہ اللہ	فاختہ کو کو تیہو ہو ہو طوطی بولیں حق اللہ

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چو چو چو چو چوں کیا سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں

بوم چیندا اور سبز کا ابابیل اور چکور شام چڑی	[illegible] چیپاں [illegible] کلنگ اور مرغابی کی دھوم ہوئی
ستی ٹڈی ٹڈاس بھنبیری کرلی بھونر ٹری	مکھی مچھر پسّو سبھی بول رہے سب گھڑی گھڑی

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں
چو چو چو چو چوں کیا سب بیچوں بیچوں کرتی ہیں

تن تن اور تم ڈھنگ ہو لاحق حق تار پروتے ہیں ۔ [illegible] لیٹے یاد میں [illegible]

طائر تو سب تخم محبت اسکا دل میں بوتے ہیں ۔ [illegible] یا رب ہم بیکہ پیار سوتے ہیں

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں

چو چو چو چو چو چوں کیا سب بیچ بیچ کرتی ہیں

کس کس کا لوں نام غرض یہاں جتنے طائر خورد کبیر ۔ کوئی کہے یا حق توانا کوئی کہے یا رب قدیر

طائر تو سب یاد کریں اور ہم غفلت میں رہیں آ کر ۔ ہم سا غافل دنیا میں اب کوئی نہیں آئے نظر

سانجھ سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں چوں کرتی ہیں

[illegible] کیا سب بیچ بیچ کرتی ہیں

کلام معرفت

تنہا نہ اسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان ۔ ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان

بے رنگ میں با رنگ میں نیرنگ میں پہچان ۔ منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان

ست روم میں اور ہند میں اور زنگ میں پہچان ۔ ہر راہ میں ہر سانحہ میں ہر سنگ میں پہچان

ہر عزم ارادے میں ہر آہنگ میں پہچان ۔ ہر دھوم میں ہر صلح میں ہر جنگ میں پہچان

[illegible] ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان

عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

پھل پات کہیں شاخ کہیں پھول کہیں ہیں ۔ نرگس کہیں سوسن کہیں بیلا کہیں [illegible]

آزاد کوئی سب سے کسیکا ہے کہیں میل ۔ ملتا ہے کوئی راکھ چنبیلی کا کوئی تیل

کرتا ہے کوئی ظلم کو لیتا ہے کوئی جھیل
ادنیٰ کوئی اعلیٰ کوئی سوکھا کوئی ڈنڈیل
باندھے ہے کہیں تلوار اٹھاتا ہے کہیں سیل
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب کھیل

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

گاتا ہے کوئی شوق میں کرتا ہے کوئی خیال
ہنستا ہے کوئی شاد کسی کا ہے برا حال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال
کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی مال
پھانکے ہے کوئی خاک اڑاتا ہے کوئی مال
روتا ہے کوئی ہو کے غم و درد میں پامال
پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے کوئی شال
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ سب حال

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

جاتا ہے حرم میں کوئی قرآن بغل مار
پہونچا ہے کوئی پار بھٹکتا ہے کوئی وار
عاجز کوئی بیکس کوئی ظالم کوئی لٹھ مار
زخمی کوئی ماندا کوئی اچھا کوئی بدکار
کہتا ہے کوئی دیر میں پوتھی کی ہما چار
بیٹھا ہے کوئی عیش میں پھرتا ہے کوئی خوار
مفلس کوئی ناچار تونگر کوئی زردار
جب غور سے دیکھا تو اسی کے ہیں یہ اسرار

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

ہے کوئی ولی دوست کوئی جان کا دشمن
بیٹھا ہے پہاڑوں میں کوئی پھرتا ہے بن بن

مالا کوئی جپتا ہے کوئی شوق میں سمرن
نکلے ہے جواہر کے کوئی پہن کے ابرن
جوگی کوئی بھوگی کوئی سوگی کوئی سوگن

چھوڑے ہے مال سمیٹے ہے کوئی دھن
لپٹے ہے خاک میں رو رو کے ملا تن
جب غور سے دیکھا تو اسکے ہیں یہ سب فن

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

سردی کہیں گرمی کہیں جاڑا کہیں برسات
حوریں کہیں غلمان کہیں پریاں کہیں جنات
سختی کہیں راحت کہیں گردش کہیں سکنات
تارے کہیں سورج کہیں [illegible]

دوزخ کہیں جنت کہیں ارض و سماوات
اوجڑ کہیں بستی کہیں جنگل کہیں دولت
شادی کہیں ماتم کہیں نور اور کہیں ظلمات
جب غور سے دیکھا تو اسکے ہیں طلسمات

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

بیچے ہے کوئی جوہر کوئی زر و سیم و طلا رانگ
دیتا ہے کوئی ہاتھ سے لیتا ہے کوئی مانگ
ٹھہرا ہے کوئی چوڑ لگاتا ہے کوئی تھانگ
گھنٹا ہے کہیں جھانجھ کہیں سنکھ کہیں بانگ

مارے کوئی یار کو بناوے کوئی [illegible]
محتاج کوئی قوت کا رکھتا ہے کوئی دانگ
ملتا ہے کوئی پوست کو چھانے ہے کوئی بھانگ
جب غور سے دیکھا تو اسکے ہیں سب رنگ

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

ناری کوئی بادی کوئی خاکی کوئی آبی
باتیں کوئی بیٹھا ہوا کرتا ہے کتابی

صوفی کوئی زاہد کوئی بدمست شرابی
پیتا ہے کوئی کیف کوئی مے کی گلابی

ماری ہے زُنّاری کوئی کہیں جیب ہے دابی
کالا کوئی گورا کوئی پیلا کوئی آبی
سچا کوئی جھوٹا ہے کوئی رند خرابی
ہیں اسکی ہی قدرت کے یہ سب لال گلابی

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اس کو ہر اک رنگ میں پہچان

کیا حسن کہیں پایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا رنگ یہ رنگوایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا مہر ہے کیا ماہ یا ہے اللہ ہی اللہ
کیا دھوپ ہے کیا سایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا عشق کہیں چھایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا نور یہ چمکایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا ٹھاٹھ یہ ٹھہرایا ہے اللہ ہی اللہ
کیا بھید نظر آیا ہے اللہ ہی اللہ

ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عارف ہے تو اسکو ہر اک رنگ میں پہچان

خمسہ بر غزل اصغر [illegible]

وہ رنگ کہیں لعل بدخشاں میں آیا
یاقوت میں الماس میں مرجان میں آیا
شبنم میں کہیں گوہر غلطاں میں آیا
جب حسن ازل پردہ امکاں میں آیا

بے رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا

بو ہو کے ہر اک پھول کی پتی میں بسا ہے
تنہا نہ ہماری ہی وہ شہ رگ سے ملا ہے
موتی میں ہوا آب ستاروں میں ضیا ہے
نزدیک ہے وہ سب سے جہاں اس سے بھرا ہے

جب چشم کھلی دل کی تو پہچان میں آیا

کیا قمری دل سوختہ کیا بلبل نالاں
کیا باغ [illegible] کیا زیر خیاباں
سب ملکے یہی بات پکاریں ہیں ہر اک آن
اُن میں وہی سنبل وہی نرگس وہی ریحان
اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

کیا ارض و سما حور و ملک دیو پری جن
کیا وحشی و طائر ہیں آدم کوئی اے بن
ہر رات یہی بات یہی ذکر ہے ہر چھن
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیت قرآن میں آیا

ماٹی سے کہیں خاک کا پتلا وہ ہوا ہے
یا روح بن اس خاک کے پتلے میں گھسا ہے
آپ ہی تو بنایا ہے اور آپ ہی وہ بنا ہے
حرمت سے ملائک نے اسے سجدہ کیا ہے
جس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا

آکر کہیں دیتا ہے وہ سینہ میں لگا آگ
اور حال کہیں کرتا ہے لا منہ کے اوپر جھاگ
جو اُسکے شناسا ہیں یہی کہتے ہیں لاگ
مطرب وہی آواز وہی ساز وہی راگ
ہر راگ میں بلاوہ ہر اک تان میں آیا

کیا چمپئی کیا پستئی کیا احضر و احمر
کیا سوسنی کیا کسمئی کیا ابیض و اصفر
اب مثل نظر اس چمن دہر کے اندر
بے رنگ کے رنگوں کو ذرا دیکھ لے اصغر
سو طرح کے عالم کے خیابان میں آیا

سراسر کام میں دنیا کے گندے	غرور و کبر میں مت اپنا تن دے
ذرا تو دیکھ اے خالق کے بندے	زمیں چندے بخورد از خلق و چندے

ہنوز از کبر سر بر آسمانند

گیا اک دن میں گورستاں میں دلگیر	پڑی اڑتی تھی واں ہر قبر پر گرد
جو دیکھا ہے تو با چشم و رخ زرد	یکے بر تربتے فریاد میکرد

کہ اینہا (اینان) پادشاہانِ جہانند

یہ وہ ہیں جنکے تن تھے گورے گورے	مرصع جام و زریں آبخورے
بڑے تھے سلطنت کے انکے توڑے	بگفتم تختہ برکن زگورے

ببیں تا بادشہ یا پاسبانند

کہاں ہے انکی وہ شان و جلالت	کہاں وہ تاج و تخت و ملک و دولت
یہ سنکر مجھ سے وہ صاحب کرامت	بگفتا تختہ برکندن چہ حاجت

کہ می دانم کہ مشتِ استخوانند

گھڑی کی عمر ہو یا لاکھ کا سن	نظیر اس بزم سے چلنا ہے اکدن
جو ہوں بیمار ظاہر یا کہ باطن	نصیحت داروے تلخست و لیکن

[illegible] دار و خانۂ سعدی ستانند.

خمسہ بر غزل حافظؒ

کہاں وہ کیقبادی کارخانہ — کہاں وہ مے وہ جام خسروانہ
کہوں کیا تجھ سے اے یار یگانہ — سحر گاہاں کہ مخمور شبانہ
گرفتم بادہ با چنگ و چغانہ ۱

پڑا جب گوش میں وہ نالۂ نے — تو سوجھی لو ہی عالم کی اک شے
ہوئی مستی و مدہوشی جو در پے — نہادم عقل را رہ توشہ از مے
بہ ملک عاقبت کردم روانہ ۲

کیا پہلے ہی ساغر نے یہ دل شاد — کہ سر اپنا رہا مجھ نہ پا یاد
نہ مجھ کو کرکے اور اک جام امداد — نگارے مے فروشم عشوہ داد
کہ ایمن گشتم از مکر زمانہ ۳

ہوا جب میں نہایت شاد و خرم — تو رکھ کر سر قدم پر اسکے ہر دم
کہا میں نے اسے اے ساقی جم — بدہ کشتی مے تا خوش برانم
ازیں دریائے ناپیدا کرانہ ۴

کیا ہے گر مجھے منزل سے محرم — تو رستے میں نہ چھوڑ اے خضر عالم
کہا جب میں نے یہ نکتہ تو اسدم — ز ساقی کمان ابرو شنیدم
کہ اے تیر ملامت را نشانہ ۵

۴ یہ رہ باریک ہے اور تو ہے فربہ — گمان اس مرغ کے ہرگز نہ کر رہ
گماں و وہم کی جاگہ نہیں یہ — برو ایں دام بر مرغ دگر نہ

کہ عنقا را بلند است آشیانہ

۵ اگر ہے تجکو اس رہ سے سروکار — تو ہو سب ماسوا سے تارک یار
نرکھیو بیخودی کی کچھ خبردار — نہ بندی زاں میان طوق کردار

اگر خود را نہ بینی درمیانہ

۶ وہی عاشق وہی معشوق دلجوست — وہی تو اور وہی مغز اور وہی پوست
وہی حامی وہی دشمن وہی دوست — شراب و ساقی و شاہد ہمہ اوست

خیال آب و گل در رہ بہانہ

لطیف اب چو نتو شیدائیست حافظ — تن خاکی عجب جائیست حافظ
نہ دریا و نہ صحرائیست حافظ — وجود ما معمائیست حافظ

کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ

[illegible]

غزل

کیا کہیں دنیا میں ہم حیوان یا انسان تھے — خاک تھے کیا تھے غرض اک آن کے مہمان تھے

غیر کی چیزیں دبا لینا بڑی سمجھے تھے عقل — چھین لیں ہم سے تو پھر سمجھے بڑے نادان تھے

ایک دن اک استخواں پر آ گیا پڑا جو پاؤں — کیا کہوں غفلت میں اسدم مجھکو کیا کیا دھیان تھے

پاؤں پڑتے ہی مرا اس استخواں نے آہ کی — اور کہا ظالم کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے

دست و پا زانو۔ سر و گردن شکم پشت و کمر — دیکھنے کو آنکھ اور سننے کی خاطر کان تھے

رات کے سونے کو کیا کیا نازک تھے پلنگ — دن کی خاطر بیٹھنے کو تخت اور ایوان تھے

تنگ رہا تھا دل کہیں اور جا رہے تھے ہم کہیں — کچھ کسی سے عہد تھا اور کچھ کسی سے پیمان تھے

ایک ہی چکرا اجل نے آن کر ایسا دیا — نہ تو ہم تھے اور نہ سارے عیش کے سامان تھے

دلسی بیقدری ہے ہم پر پاؤں مت رکھو نذیر — اے میاں ہم بھی کبھی تو تیری طرح انسان تھے

رہا کسی کا نہ کچھ ٹھکانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے
عجب طرح کا یہ ہے زمانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کہاں ہے دارا کہاں سکندر کہاں ہے رستم کہاں جمشید
ہوئے یہاں سے سبھی روانہ گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

کبھی جہاں میں بہار آتی خزاں ہے صورت کبھی دکھاتی
عجب تبدل ہے اس جہاں میں گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے

ترقی میں تنزل ہے تنزل میں ترقی ہے — اندھیرے میں اجالا ہے اجالے میں اندھیرا ہے

طلسمات حقیقت ہے یہ کچھ سمجھا نہیں جاتا — یہی چاند اور یہی سورج یہی شام اور سویرا ہے

نظیر اللہ والا اس طلسم میں دم غنیمت ہے — کہاں ہم اور کہاں پھر تم کوئی دم کا بسیرا ہے

یہ جواہر خانۂ دنیا جو ہے با آب و تاب — اہلِ صورت کا ہے دریا اہلِ معنیٰ کا سراب

وہ مطلا قد انگیں وہ منقش بام و در — جن کی رنگینی سے تھا قصرِ ارم کو پیچ و تاب

وہ عظیم الشان مکاں ویسی تھیں جن کی رفعتیں — ہنس کے طاقِ آسماں کو طاقِ ابرو سے جواب

صحن میں بستانسرا ایسے پر از غلمان و حور — جن کی انہاروں میں تھا آب و گل خالص گلاب

ان میں تھے وہ صاحبِ ثروت جنہیں کہتی تھی خلق — کیقباد و قیصر و کیخسرو و افراسیاب

مہر وش بہرام صولت بدر قدر و چرخ رخش — مشتری ہمت ثریا بارگہ کیواں جناب

وہ تجمل وہ تمول وہ تفوق وہ غرور — وہ تحشم وہ تنعم وہ تعیش وہ شباب

ہر طرف فوجِ بتاں ہر سو ہجومِ گل رخاں — جن کے عارض رشکِ ماہ و رشکِ روئے آفتاب

چشمک و آن و اشارت و ادا و سرکشی — طنز و تعریض و کنایت غمزہ و ناز و عتاب

صبح سے بے شام تک اور شام سے لے تا بہ صبح — متصل رقص و سرود و پے بہ پے جام و شراب

ساقی و مطرب ندیم و مستی و مے خوارگی — ساغر و مینا و گل عطر و مے و نقل و کباب

کثرتِ اہلِ نشاط و جوشِ نوشانوش ہے — از زمیں تا آسماں شورِ نے و چنگ و رباب

وہ بہاریں وہ فضائیں وہ ہوائیں وہ سرور — وہ طرب وہ عیش کچھ جس کا نہیں حد و حساب

یا تو وہ ہنگامۂ تنشیط تھا یا دفعتاً — کر دیا ایسا کچھ اس دورِ فلک نے انقلاب

پھر وہ سب جاتے رہے دم میں حباب آسا مگر — رہ گئے عبرت زدہ وہ قصرِ ویران و خراب

تھا جہاں وہ مجمعِ عالی وہاں اب ہے تو کیا — نقشِ ستم گور یا کہنہ کوئی پُر عقاب
ہیں اگر دو خشت باہم تو لبِ افسوس ہیں — اور جو کوئی طاق ہے تو صورتِ چشم پُر آب
غافل بیٹھے اس تماشے کو نظر آب یا خیال — کچھ کہا جاتا نہیں واللہ اعلم بالصواب

کیا کاسۂ مے پیجئے اس بزم میں آ ہمنشیں — دورِ فلک سے کیا خبر پہنچیگا لب تک یا نہیں
یہ کاسۂ فیروزہ گوں ہے شیشۂ بازِ پُر فنوں — جتنے حیل ہیں اور فسوں سب اس کی ہیں زیرِ نگیں
کل دامنِ صحرا میں ہم گزرے جو وقتِ صبح دم — اک کاسۂ سر پُر الم آیا نظر اپنے وہیں
بولا بفریاد و فغاں کیا دیکھتا ہے او میاں — تھے ہم بھی سر بر آسماں گو اب پڑے ہیں زیرِ زمیں
گل برگ سے نازک بدن سرو ہا تو سے رشکِ چمن — زریں و سیمیں پیرہن دلکش مکانوں کے مکیں
دن رات ناز و نعمتیں مہ طلعتوں سے صحبتیں — عیش و نشاط و عشرتیں ساقی قراں مطرب قریں
باغ و چمن پیشِ نظر بزمِ طرب شام و سحر — ہر سو بکثرت جلوہ گر حسنِ بتانِ نازنیں
آکر زمانے دور سے اک گردشِ فی الفور سے — اب سوچیے گا غور سے در لحظہ آن جو کچھ ایں
سنتے ہی کیا تھرا گیا رخسار پر اشک آ گیا — دل عبرتوں سے چھا گیا خاطر ہوئی بس غمگیں
اس میں سر اپنا ناگہاں ہر سو ہوا اشکِ زماں — بولا نظیرؔ آگہ ہو ہاں من نیز روزے ہم چنیں